28
TWENTY EIGHT YEARS OF PUBLISHING

مارچ 2020

ماہنامہ

ولی اللہ

ارمغان

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)
www.armughan.net

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ولی اللہ

ارمغان

جلد ۲۸ شمارہ ۳ مارچ ۲۰۲۰ء مطابق رجب ۱۴۴۱ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صد یقی

مدیر

وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاھر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتہ

دفتر ارمغان

پُھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-7060450315

9359774316 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ

موبائل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپئے ❖ سالانہ 300 روپئے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپئے

❖ اعزازی تعاون 1000 روپئے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپئے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفر نگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفر نگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ) وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	دعوت کی روشنی سے کفر کے اندھیرے دور کریں	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	تدبیر کے ساتھ رجوع الی اللہ بھی ضروری	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۰
☆	نعت شریف	حفیظ محمود بلندشہری	۱۲
☆	سنگین حالات اور راہ نجات	ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی	۱۳
☆	غزل	جناب حیدر اغوانی	۱۹
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	احمد اواہ ندوی	۲۰
☆	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ	مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی	۲۵
☆	آسان عمل، عظیم فائدہ	مولانا محمد عمران مظاہری	۳۰
☆	میاں بیوی کے تلخ تعلقات.....	مفتی عبداللہ (حیدرآباد)	۳۴
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **مارچ** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

دعوت دین کا مبارک کام ملت اسلامیہ کی اولین ضرورت اور ترقی کی شاہ کلید ہے، دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کی قوت، بیداری اور نمو کا انحصار اس بات پر ہے کہ اسلامی دعوت کا سیل رواں ہر خشک اور بنجر زمین پر ٹوٹ کر برسے اور اسے سیراب کردے، دین کے داعی اور سپاہی دنیا بھر میں پھیل کر شہادت حق کا فریضہ اس بلند آہنگی کے ساتھ انجام دیں کہ خزاں رسیدہ اس دنیا میں بہار آجائے اور اس کو گوشہ امن وعافیت نصیب ہوجائے، جس طرح یہ کام ہمارے قومی، ملی اور سماجی مسائل کا حل اور علاج ہے اسی طرح یہ کام ملت کی پستی، زبوں حالی اور مسکنت وبے چارگی سے نکلنے کا سب سے کامیاب راستہ بھی ہے۔

ختم نبوت کے صدقہ میں جب اس پوری امت کو داعی مقرر کیا گیا ہے تو ضروری ہے کہ ہم سب کو اس کا شعور بھی ہو، ہمارے اندرون میں یہ احساس کچوکے لیتا ہو کہ اب تک ہماری دعوتی ذمہ داری کے کیا نتائج نکلے ہیں، اور کتنے لوگ ابولہب کے خیمہ سے نکل کر شریعت محمدی سے وابستہ ہوئے ہیں، ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ کسی نئے مدعو کو دعوت کیا دینی ہے، کیسے دینی ہے، قرآن کریم کی کون سی آیات استدلال میں مؤثر ہوتی ہیں، سیرت نبوی کے کون سے واقعات اس راہ میں کام آسکتے ہیں، کس جگہ کون سا اسلوب درکار ہے، کسی کو کلمہ کیسے پڑھانا ہے، اس کے سلسلہ میں بات کہاں سے شروع کرنی ہے، اور کہاں ختم کرنی ہے، اگر مدعو مثبت ذہنیت کے ساتھ کچھ سوالات رکھے یا اسلامی نظام کے بارے میں کچھ شکوک وشبہات کا حل چاہتا ہو تو کون سا طریقہ اپنایا جائے، وہ کون سے سوالات ہیں جو اس راہ میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمان جس صورت حال سے دوچار ہیں، اور ان کے سامنے موت وحیات، اور بحیثیت مسلمان اپنے وجود وبقا کا معرکہ جو درپیش ہے، اس سے کوئی بھی صاحب نظر مسلمان غافل نہیں ہے، اور ہر شخص ان حالات سے نکلنے کے لئے کسی نہ کسی طرح غور وفکر میں لگا ہوا ہے۔ کشتی ملت کے ناخدا، اور نبض حالات پر انگلیاں رکھنے والے لوگ بھی حیران وپریشان ہیں، کہ ان مشکل حالات کا مقابلہ کیسے کیا جائے، اور روز افزوں زوال ملت کو ترقی وخوش حالی کا خواب کیسے دکھایا جائے۔

آج ہمارے ملک میں مسلمانوں کے خلاف ایک نظریاتی جنگ برپا ہے، اور اسلام مخالف نظریات کو آگے بڑھانے کے لئے سب کچھ کرگذرنے کی کوشش جاری ہے، ان حالات میں دعوت دین ہمارے لئے ایک نظریاتی ہتھیار ہے، جس کے ذریعہ ہم یہ جنگ جیتنے میں نہ صرف کامیاب ہوسکتے ہیں، بلکہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا راستہ دکھا کر اپنی اور ان کی خیر وفلاح کا دروازہ بھی کھول سکتے ہیں۔ ملک میں جس طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف حالات بنائے جارہے ہیں، اسی کے ساتھ عداوت سے مغلوب ہوکر یا پھر پروپیگنڈہ کی وجہ سے اسلام

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کو سمجھنے لہر بھی چل رہی ہے، اسلام GLASS اور آئینہ (Mirror) کی طرح بے غبار اور کھول کر بیان کیا جانے والا مذہب ہے، عداوت سے مغلوب ہو کر جو لوگ قرآن اور اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں، ان میں بھی بہت سے ایسے ہیں کہ جب ان کی سامنے اسلام کی صحیح تصویر آجاتی ہے تو وہ دولت اسلام سے مشرف ہو کر دین محمدی (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام) کی نصرت واشاعت میں مصروف ہو جاتے ہیں، اس لئے حالات سے مایوس ہونے کے بجائے جدید ذہن کو سمجھ کر دعوت کے لئے نئے وسائل کو استعمال کیا جائے، نومسلم بھائیوں کے ساتھ دعوتی مزاج کے تربیت یافتہ دین دار لوگ وقت دیں، تدریج کے ساتھ ان کی تربیت کی جائے اور انھیں مسلسل اپنائیت کا احساس کرایا جائے، اور انہیں زیادہ سے زیادہ دعوتی کاموں کا موقع فراہم کیا جائے۔

ان حالات میں ایک منظّم حکمت طے کر کے بڑے پیمانہ پر دعوتی کوشش کی جائے، اس کے لئے ہزاروں سال سے مظلومیت کی چکی میں پس رہی قوموں کو بیدار کر کے، ان سے مستقل تعاون حاصل کرنے کا بھی یہی راستہ ہے کہ انہیں اسلام کی دعوت دے کر مشرف بہ اسلام کیا جائے، اس کے بعد یہ لوگ خود اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کریں گے، اور اسلام کی شوکت کا باعث بنیں گے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ایک نقطہ پر متحد ہونے کے لئے دلتوں کے پاس کوئی مضبوط تصور نہیں ہے؛ اسی وجہ سے ان کا کوئی ایسا نصب العین نہیں ہے، جس کی بنیاد پر تمام دلت اور پس ماندہ اقوام ایک ہو کر خود اپنا بھلا کر سکیں۔ اس لئے مسلمانوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا اسلامی تصور اور ان کے اعتقادات ہی انہیں متحد کر کے برہمنی مظالم سے بچا سکتے ہیں، ہمیں ان کی اس حیثیت کا اندازہ کر کے مثبت طریقہ پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد یہی لوگ، دوسری پسماندہ اقوام اور مسلمانوں کے ہمدرد بن سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ اشاعت اسلام کے لئے خدائی نعمت ہے، میڈیا کے ذریعہ پھیلائی گئی جھوٹی باتوں سے لوگوں کی ذہنی تطہیر عام طور پر مشکل تھی، لیکن انٹرنیٹ (Internet) نے اس کام کو بالکل آسان کر دیا ہے، کسی بھی کذب بیانی کے خلاف آپ اپنی بات اس کی وساطت سے لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں، آج ہم کسی غار میں بیٹھ کر اللہ کے دین کو دنیا کے ہر کونے اور دنیا میں موجود اکثر مکانات تک لوگوں کے بستر پر بھی پہنچا سکتے ہیں، اس کے لئے ضرورت ہے کہ پوری قوت ومستعدی کے ساتھ ہم جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کریں۔

دعوتی کام میں اگر کچھ ہم مزاج لوگوں کو شریک کرنے سے کام آسان ہو جاتا ہے، اور زیادہ بہتر نتائج سامنے آتے ہیں، اس لئے مختلف شہروں میں مراکز قائم کر کے، جماعتیں بنا کر علماء حق کی نگرانی میں دعوت کا کام کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالی اپنے دین کے کام کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہے، اس لئے ہمیں اپنے طور پر، جس کے پاس جتنی صلاحیت ہے اس مبارک کام میں لگ جانا چاہئے، اور سمجھنا چاہئے کہ اگر ہم دین ودعوت کا کام کرتے ہیں تو یہ اللہ کی طرف سے بخشی گئی توفیق ہے، اس لئے نتائج کی پرواکئے بغیر کام میں لگے رہنا چاہئے، کیسی ہی کم یا زیادہ صلاحیت کا انسان ہو اگر اپنے کام میں دلجمعی سے مصروف رہے گا، تو اللہ کی طرف سے کامیابی ضرور عطا کی جائے گی۔

انبیاء کرام کی زندگی کا بڑا حصہ غیر مسلموں سے گفتگو، دعوت یا کشمکش میں گذرا ہے، ظاہر ہے کہ اس زندگی کی کوئی جھلک ہماری زندگیوں میں بھی آنی چاہئے، خاص کر ایسے نازک اور مشکل حالات میں جب ہمارے سامنے سارے راستے بند ہوتے نظر آرہے ہوں، کم ازکم اس احساس کی تو بہرحال ضرورت ہے کہ ہم سب داعی ہیں، اور ہمارا اصل کام اور مشن دعوت الی اللہ ہے۔

راستے بند ہیں سب کوچہ دعوت کے سوا

وصی سلیمان ندوی

پی۔ ڈی۔ ایف۔ #محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آیئے! دعوت کی روشنی سے، کفر کے اندھیرے دور کریں

ملک کے موجودہ حالات کے پس منظر میں مولانا محمد کلیم صدیقی کا فکر انگیز خطاب

دنیا کا ہر انسان کامیابی چاہتا ہے، اوراس دنیا میں جتنے لوگ جدوجہد کررہے ہیں، یا دن رات جہد مسلسل میں لگے ہیں، سب کامیابی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، اور عجیب بات ہے کہ جتنے لوگ اپنی اپنی لائن میں محنت کررہے ہیں سب کو یہ گمان ہے کہ ہماری لائن میں ہی کامیابی ہے، کھیتی کرنے والے کو گمان ہے کہ کھیتی میں کامیابی ہے، اس لئے سردی، گرمی، برسات، رات دن اپنے کو کھپائے رکھتے ہیں، تجارت کرنے والے تجارت میں کامیابی سمجھتے ہیں، ملازمت پیشہ لوگ ملازمت میں کامیابی سمجھتے ہیں، سیاست میں لگے لوگوں کا زعم ہے کہ سیاست میں کامیابی ہے، یہاں تک کہ وہ لوگ جو غلط لائنوں میں پڑے ہوئے ہیں، چوری، ڈاکہ، جوا، کھیلنے والے لوگ، ان کا خیال ہے کہ ہم اسی لائن سے کامیابی حاصل کریں گے، اورسب لوگ اپنی اپنی لائنوں میں انتھک محنت اور جدوجہد کرہی اس لئے رہے ہیں، کہ ان کو گمان بلکہ یقین ہے کہ ان کی لائن میں کامیابی ہے۔

ایک عقل والے انسان کو یہ تحقیق وجستجو کرکے اپنا سفر شروع کرنا چاہئے، کہ جس منزل کی مجھے تلاش ہے، وہ منزل کس ڈگر پر ملے گی، ورنہ وہ منزل تک پہنچنے کے بجائے منزل سے دور ہوتا چلا جائے گا، سارے اہل عقل کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر لائن کے سلسلہ میں اُس لائن کے سب سے زیادہ باخبر اور جاننے والے کی رائے، معتبر اور آخری سند ہوتی ہے، تعمیر کے سلسلہ میں بڑے انجینئر کی رائے معتبر ہوتی ہے، مرض کے سلسلہ میں بڑے طبیب اور ڈاکٹر کی رائے کی ضرورت ہوتی ہے۔

قانون کے سلسلہ میں ہندوستان کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جو فیصلہ کردیں (حالانکہ وہ فیصلہ نہیں اصل میں وہ رائے ہے، کہ ہمارے ملک کے قانون کے مطابق اس ملزم کو سزا دی جائے یا بری کیا جائے) اس کے بعد اپیل کی گنجائش نہیں ہوتی کہ قانون کے سب سے بڑے جاننے والے کی رائے آخری ہوتی ہے، کامیابی کے بارے میں بھی، کامیابی کو سب سے زیادہ جاننے والے کی رائے معلوم کی جانی چاہئے، اور وہ رائے آخری اور سند مانی جائے گی۔

اللہ کا شکر ہے کہ ہم سب صاحب ایمان ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ کامیابی کے بارے میں سب سے زیادہ باخبر ذات وہ ہے جو کامیابی عطا کرنے والی اور کامیابی پیدا کرنے والی ہے، یعنی اللہ کی ذات عالی، تو اللہ کی رائے جس لائن میں کامیابی کی ہو، تو وہ کامیابی ہے، اور اللہ کی رائے کے مقابلے میں اگر کوئی رائے دے، چاہے بڑے سے بڑا اسکالر یا بڑے سے بڑا دانشمند ہو، تو اللہ کی رائے کے مقابلے میں اتنی بھی اہمیت نہیں، جتنی کسی انجینئر کے مقابلے میں کسی نالی کے کیڑے کی اہمیت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں، اس کی رائے لینے کے لئے ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے پاس اس کا ابدی منشور قرآن مجید کی شکل میں ہے، جس نے خود ہی اعلان کیا ہے۔: شِفَاءٌ لما فی الصدور، هُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ترجمہ: اس میں دلوں کی بیماریوں کا علاج بھی اور کھلی ہوئی رہنمائی ہے۔ جہاں کہیں بھٹک جاؤ کھول کر دیکھو قرآن کامیابی کے بارے میں کیا کہتا ہے،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قرآن مجید کی ایک آیت ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتُ ،(ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے)تمہاری اصل زندگی یہاں کی نہیں ہے،تم یہاں تو عارضی طور پر تیاری کے لئے آئے ہو،تمہارا گھر موت کے بعد کی زندگی ہے،سب کو موت کی منزل سے گزرنا ہے، تم جو دنیا میں کر رہے ہو اس کا پھل تمہیں وہاں ملے گا،اس دنیا میں جو تم کھیتی کر رہے ہو وہ آخرت میں کاٹنی ہے،یہاں کی کامیابی اصل کامیابی نہیں،اصل کامیابی وہاں کی ہے جہاں بدلہ ملے گا، کامیابی دارالعمل کی نہیں دارالجزاء کی ہے: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (ترجمہ: جو جہنّم سے بچالیا گیا اور جنت میں چلا گیا بے شک وہی کامیاب ہے)قرآن نے ایک فیصلہ کر دیا ہے،کامیاب وہ نہیں جو یہاں بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہا،ہر طرح کی عزت پائی اور راحت وآرام کی یہاں کی زندگی گزاری،یہ دنیا کی حیثیت تو خواب کی ہے،خواب میں کوئی فقیر رئیس بن جاے اور آنکھ کھلی تو پھر فقیر ہے،اس کے ہاتھ میں کٹورا ہے تو یہ راحت کسی کام کی نہیں،اور خواب میں کتنی ہی تکلیفیں اٹھائے اور آنکھ کھلی تو راحت ہی راحت ہے،عیش میں زندگی گزار رہا ہے۔تو موت کے بعد کے جھٹکے کے بعد کی جب آنکھ کھلے گی وہ اصل ہے،اور وہاں جو جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں چلا گیا وہ کامیاب ہو گیا،اس دنیا میں کوئی شخص بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہا اعلیٰ گاڑیوں میں گھوما،ہر طرح کی فیسلیٹی اسے حاصل رہی،کبھی کوئی بیماری اس کے پاس نہیں آئی،لیکن جب وہ مر گیا اور اعلان ہو گیا:اے مردود تیرے لئے جنت میں کوئی جگہ نہیں تو وہ ناکام رہا ،اور اس کے مقابلے میں ایک شخص نے نہایت مفلسی کی زندگی گزاری،سر چھپانے کے لئے کوئی مکان میسر نہیں،بدن ڈھانکنے کے لئے کپڑا میسر نہیں،کھانے کے لئے ٹکڑا میسر نہیں،ہر وقت پریشانیاں ،مشقتیں،بیماریاں،لیکن موت کے بعد اعلان ہو کہ تیرے لئے جنت کا فیصلہ ہو گیا تو یہ آدمی کامیاب ہو گیا۔اور قرآن نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جنت اور جہنم کا دارومدار ایمان پر ہے،جو آدمی ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جائے گا،وہ سیدھا جنت میں جائے گا،اور غیر ایمان والوں کو جنت میں داخلہ نصیب نہیں ہوگا، اور ایمان والا چاہے کچھ سزا پا کر جائے لیکن جائے گا ضرور۔

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آدمی ایمان لے کر چلا جاے،آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے،اگر خاتمہ ایمان پر ہو جائے تو گناہوں کی سزا اس طرح دی جائے گی،کہ ایک اونگھ سی طاری ہو جائے گی،اور جس طرح خواب ہوتا ہے اس طرح ساری فارملٹی پوری ہو جائے گی،کسی نے کہا کہ حضرت پھر تو اعمال کی کوئی ضرورت ہی نہیں؟حضرت نے فرمایا:اعمال کی ضرورت اسی لئے ہے کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے، حضرت نے فرمایا کہ جو شخص مستحب کو ہلکا سمجھتا ہے وہ سنتوں کے چھوڑنے کا عادی ہو جاتا ہے،اور جب سنتیں چھوڑنے کا عادی ہوتا ہے تو پھر واجبات ترک ہوتے ہیں،اور جب واجبات ترک کرتا ہے تو فرائض چھوٹنے کا نمبر آجاتا ہے،فرائض چھوٹتے ہیں تو حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے،اور حرام پر اصرار کرنے والے سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کامیابی ناکامی کا سارا مسئلہ ایمان کے ساتھ ہے،اور سچی بات یہ ہے کہ غیر ایمان والے کو اس زمین پر اللہ کی کائنات میں رہنے اور یہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا حق ہی حاصل نہیں ہے،اس لئے کہ ساری دنیا کے قانون اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی جس ملک میں رہتا ہو،وہاں کے حاکم کو نہ مانے اور وہاں کے قانون کو نہ مانے،تو اس شخص کو اس ملک کی نیشنلیٹی نہیں مل سکتی،اسے حق شہریت ہی حاصل نہیں، وہ باغی اور غدار ہے،اسی طرح اس کائنات کا بھی صرف ایک حاکم ہے،اور اللہ کا آخری قانون قرآن مجید ہے،اس سے پہلے کی کتابوں میں بھی یہ بات کہی گئی ہے،قرآن میں بھی یہی بات ہے کہ اب قیامت تک کوئی اور دوسرا دستور آنے والا نہیں ہے،تو انسان کی سب سے بڑی ضرورت ایمان ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت معاذؓ نے سوال کیا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ کا سب سے محبوب بندہ بننا چاہتا ہوں مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ میں سارے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب بن جاؤں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب شخص وہ ہے جو اللہ کے بندوں کو زیادہ نفع پہنچائے، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے سب سے محبوب بندے بن جاؤ، تو اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ تم ان کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے بن جاؤ، تو کسی انسان کے لئے سب سے بڑی خیر خواہی اگر کچھ ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ اس بات کی فکر کی جائے کہ اگر وہ ایمان پر ہے تو اس کا ایمان باقی رہے اور اس دنیا سے ایمان کے ساتھ چلا جائے اور اگر وہ غیر ایمان والا ہے تو ایمان میں آجائے، اس سے بڑی کسی کی خیر خواہی نہیں ہو سکتی کہ اس کے ایمان کی فکر کی جاے، تو جو جتنا زیادہ اس کوشش کے لئے جدو جہد کرتا رہے گا، اتنا ہی زیادہ اللہ کا محبوب بنے گا، اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ ترجمہ: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ لوگوں کو نفع پہنچائے، اگر ہم اللہ کے محبوب بندے بننا چاہتے ہیں، تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی ہے کہ ہم ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جائیں، اور سارے انسانوں کی کامیابی چاہتے ہیں تو اس کی کوشش ہونی چاہئے کہ سارے انسانوں کا ایمان کے ساتھ اس دنیا سے خاتمہ ہو، اسی لئے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخصیات انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے، تو انہوں نے اپنی پوری زندگی اسی دھن اور اسی فکر اور اسی مشن میں لگا دی، کہ کیسے جو ایمان والے ہیں ان کا ایمان باقی رہے، اور جن کے پاس ایمان نہیں ہے وہ ایمان میں آجائیں، ان کی محبوبیت کا راز اور علّت یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی اسی کام کے لئے بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں خیر امّت کا فرد بنایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امّتی بنایا، امّتی بنا کر بڑی شان کے ساتھ ہمارے اس مشن اور اس مقصد کی وضاحت کے ساتھ ہمارا تعارف قرآن مجید میں کرایا کہ: تم ہی سب سے بہترین امّت ہو اس لئے نہیں بہتر ہو کہ تم ٹوپی پہنتے ہو، داڑھی رکھتے ہو، یہ نہیں فرمایا کہ تم ہمارے گھروں کو آباد کرتے ہو، آکر مسجدوں میں نمازیں پڑھتے ہو، یہ بھی نہیں فرمایا کہ تم اس لئے اچھے ہو کہ سخت گرمی میں ہمارے لئے بھوکے پیاسے رہ کر ہمارے لئے روزے رکھتے ہو، محبت کا حق ادا کرتے ہو، یہ بھی نہیں فرمایا کہ اپنی حلال کمائی کو ہمارے راستے میں ہمارے بندوں پر خرچ کرتے ہو، اس لئے سب سے اچھے ہو۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ دیوانہ وار ہمارے لئے حج اور عمرے کے لئے آتے ہو، بلکہ یہ فرمایا: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ: ترجمہ: تم انسانوں کی سب سے بڑی خیر خواہی اور نفع رسانی کے لئے نکالے گئے ہو، حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری سرداری خیر امتیت، دعوت کی شرط کے ساتھ مشروط ہے اگر سرداری چاہتے ہو تو اپنی شرط پوری کرو، اس دعوت کے ساتھ ہماری سرداری اور خیر امت ہونا وابستہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت تک ہمیں داعی بنا کر بھیجا ہے، یہ انسانیت کی سب سے بڑی خیر خواہی ہے، اس لئے کہ سب سے بڑی خیر ایمان ہے جس کے بغیر کوئی بھلائی معتبر نہیں، اور برائیوں میں سب بڑی برائی کفر وشرک ہے اور اس کے ہوتے ہوئے آخرت میں کوئی بھلائی معتبر نہیں، ختم نبوت کے بعد یہ ذمہ داری ہمیں دی گئی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بار بار یہ ارشاد سنایا جاتا رہا ہے کہ ایمان والوں کو ان کی ماں کے پیٹوں سے دعوت کے لئے نکالا گیا ہے، یہ مقصد زندگی ہے ہمارا، یہ ملک جس کے ساتھ اللہ نے ہماری تقدیر وابستہ کی ہے، اللہ کا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا بہت کرم و احسان ہے، کہ ہمیں داعی بنایا اور داعی بھی ایک ایسے ملک میں بنایا جس کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے ہندوستان کی مٹّی سے محبت کی خوشبو آتی ہے، بہت سے علماء نے اس حدیث کے بارے میں یہ رائے نقل کی ہے کہ یہ حدیث

موضوع ہے، یعنی کہ یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے، لیکن ابھی مدینہ منوّرہ کے ایک عالمِ دین نے سترہ صفحات کا مضمون اس حدیث پر اوراس کے اسناد پر نقل کیا ہے، اس میں اس کی الگ الگ روایات نقل کی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ یہ موضوع حدیث نہیں ہے، بلکہ اصل حدیث ہے، اگر آپ دنیا کے مختلف ملکوں میں جائیں گے اور آپ ان کی ذرا نفسیات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، تو اندازہ ہوگا کہ جتنے محبت بھرے لوگ ہمارے ملک ہندوستان کے ہیں، دنیا میں کہیں بھی کسی ملک کے بھی ایسے محبت بھرے لوگ نہیں ہیں۔ میرے حضرت والاحضرت مولانا علی میاںؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہم کو ایسی قوم کے لئے داعی بنا کر بھیجا گیا ہے جو اپنے خیر خواہوں اوراپنے ہمدردوں کی دیوتا بنا کر پوجا کرنے والی قوم ہے، ذراسی بھلائی، ذراسی خیر خواہی کسی سے مل جائے، یہ اس کے آگے سرٹیک دیتی ہے، اتنی احسان مندی کا جذبہ اور غلو اس کے اندر پایا جاتا ہے، چنانچہ میدان دعوت میں جانے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ کتنی زیادہ محبت اور قدر سے یہ لوگ سنتے ہیں، اور سننے کے بعد اس خیر خواہی کا کتنا شکریہ ادا کرتے ہیں، کتنا احسان مانتے ہیں اور کتنی پذیرائی کرتے ہیں، دوسرے ملکوں کے مقابلے میں، اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں بہت فرق ہے، بہت زیادہ فرق ہے۔

میں بارہا یہ بات عرض کیا کرتا ہوں کہ دعوت کی راہ میں جتنا داعی کا اپنے کام میں مخلص ہونا ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ یہ خیال اور یہ یقین ضروری ہے کہ ہمارا مدعو بھی مخلص ہے، اگر مدعو کے سلسلہ میں بدگمانی آگئی، تو دعوت کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سکھایا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری درجہ کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد بھی کیا دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ ترجمہ: اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیجیے، یہ جانتے نہیں۔ کبھی غیریت یا بدگمانی یا بیگانگی کا کوئی لفظ اللہ کے نبی کی زبان مبارک سے نہیں سنا گیا، اور یہ دعا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں کی ہے، اُحد میں بھی کی، بلکہ احد سے پہلے کتنی تکالیف آپ کو دی گئیں اور کیسے کیسے لوگ تھے، خالد ابن ولید کے لئے دعا کی، ہندہ کے لئے دعا کی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا، وحشی کے لئے دعا کی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ داعی اپنے مدعو کو ہمیشہ ناسمجھ اور مخلص ہی سمجھے، اگر اس کی طرف سے مخالفتیں اور دشمنیاں ہورہی ہیں تو یہ اس کی ناسمجھی کی وجہ سے ہورہی ہیں، اور یہ بات سمجھ میں بھی آتی ہے کہ انسان کیسا بھی ہو اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کام میں میرے لئے ناکامی ہے، تو ہرگز اس لائن کو اختیار نہیں کرے گا، اگر ان کو یہ معلوم ہوجائے کہ ایمان کے بغیر ناکامی ہے تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ وہ ایمان قبول نہ کریں۔ یہ بات انسانی فطرت کے خلاف ہے، انسان کی فطرت میں اچھائی ہے، اللہ چار قسمیں کھا کر فرمارہے ہیں کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ: ترجمہ: کہ ہم نے انسان کو خوبیوں کے سانچے میں ڈھالا ہے، اس میں اچھائیاں ہی اچھائیاں ڈالی ہیں، اچھائیوں میں یہ ہے کہ یہ سچ کو قبول کرتا ہے، حق کو مانتا ہے، اچھائی کی طرف چلنے کی کوشش کرتا ہے، اور ہمیشہ کامیابی چاہتا ہے ناکامی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اب اگر اسے پتہ ہی نہ ہو، غلط فہمی کی وجہ سے کہ یہ راستہ ناکامی کی طرف جارہا ہے، تو مجبوراً آدمی چلتا رہے گا، اگر اسے معلوم ہو کہ یہ راستہ ناکامی کی طرف جارہا ہے، اگر آپ اس کے سامنے یہ ثابت کردیں، یا اپنے شعور سے یہ بات سمجھ آجائے کہ یہ بات سچ ہے، تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ وہ اس کو تسلیم نہ کرے۔ ہمیں دنیا میں کوئی ایک آدمی ایسا بتادو جو کہے کہ مجھے جھوٹا دکاندار چاہئے یا بے ایمان دکاندار چاہئے سامان خریدنے کے لئے، یا کوئی ایک تاجر بتایئے جو کہہ رہا ہو کہ مجھے جھوٹا گاہک چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرت سچ کو اور حق کو ماننے والی ہے، اور حق اور سچ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کائنات کا مالک صرف ایک اللہ ہے، اور اس کا بھیجا ہوا قانون قرآن مجید یہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فائنل قانون ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت بہت خوبصورت بنائی ہے،اس میں خوبی یہ ہے کہ وہ حق کو قبول کرتی ہے کامیابی کی متلاشی ہے اور کامیابی اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جانے میں ہے۔یہ جو لوگ تقریباً سو سال سے ایک تحریک چلا رہے ہیں کہ ہندوستان کو ہندو راشٹر بنائیں گے تو وہ ہندوستان کے لوگوں کے آخری درجے میں بدخواہ ہیں،بس ہمیں یہ بتانا ہے کہ یہ حق نہیں ہے،کامیابی اس میں نہیں ہے،اور جیسے جیسے علم کا اور عقل کا دور دورہ چل رہا ہے سائنس ترقی کرتی جارہی ہے اور عقل میچیوئر ہوتی جارہی ہے،اتنی زیادہ اسلام اور دین حق کی حقانیت لوگوں کے لئے واضح ہوتی چلی جارہی ہے،اور لوگوں تک بات پہنچنا اتنا زیادہ آسان ہوتا چلا جارہا ہے،یہ سو سال سے جس چیز کی کوشش کر رہے ہیں،ان تمام کو قرآن میں باطل کہا گیا ہے،اور اسلام کو نور کہا گیا ہے،اندھیروں کی فطرت پھیلنے کی نہیں ہوتی وہ تو خالی جگہ لیتے ہیں،روشنی کی فطرت پھیلنے کی ہوتی ہے،مسجد کے ہال میں گھپ اندھیرا ہورہا ہو،ذرا سی ماچس کی تیلی جلادی جائے،اندھیرا وہاں باقی نہیں رہتا ہے:جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ : ترجمہ:حق آیا اور باطل بھاگا) باطل جمنے کے لئے نہیں،باطل تو جانے کے لئے بنا ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت اور مزاج میں جانا ہی لکھا ہے،پھیلنا نہیں،یہ جو باطل نظریات دکھائی دے رہے ہیں اللہ کے بندوں کو کفر کی طرف لانے کے،اور ایمان چھیننے کی جو کوشش چل رہی ہے،یہ سب ظلمات ہیں،یہ پھیل نہیں رہی ہیں،یہ خالی جگہ لے رہی ہیں،یہ صرف اندھیرے ہیں اس وجہ سے پھیل رہے ہیں ہم نے خیر امت ہونے کے فریضے کو بھلا دیا ہے،خیر امت بن کر روشنی پھیلانا ہماری ذمہ داری تھی،اللہ کے بندوں تک حق پہنچانا ہماری ذمہ داری تھی ہم نے پہنچایا نہیں۔

ہم نے نہیں پہنچایا تو اندھیرے ہو رہے ہیں،تو اندھیرے انہوں نے نہیں کر رکھے ہیں،ان کی کوششوں سے اندھیرے نہیں ہو رہے ہیں،ہمارے کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اندھیرے پھیل رہے ہیں۔کسی مسجد میں مؤذن صاحب کی ذمہ داری ہو،لائٹ جلانے کی،چراغ جلانے کی،پہلے چراغ جلایا کرتے تھے،آج لائٹ جلائی جاتی ہے،آج جب مسجد میں نمازی پہنچے اور جا کر دیکھا تو لائٹ جلی ہوئی نہیں ہے،تو وہ کہیں گے ملاجی کیوں اندھیرا کر رکھا ہے۔ملاجی نے اندھیرا نہیں کر رکھا ہے،ملاجی نے روشنی،یا لائٹ جلائی نہیں ہے،اس لئے اندھیرے ہیں،لوگ کہیں گے ملاجی کیا بات ہے آج مسجد میں کیوں اندھیرا کر رکھا ہے،تو اندھیرا کس نے کیا؟اندھیرا کہیں سے آیا نہیں،کسی نے کیا نہیں۔بلکہ مؤذن صاحب نے اپنی ذمہ داری ادا نہیں کی،اس لئے اندھیرا ہے۔تو یہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں کفر و شرک،اور یہ جو حالات دکھائی دے رہے ہیں،یہ اس وجہ سے دکھائی دے رہے ہیں،کہ امت مسلمہ کی جو دعوت کی ذمہ داری تھی،اسلام کی شمع جلانے کی ذمہ داری تھی وہ ادا نہیں کی گئی،اور اندھیرے سے انسان کو وحشت ضرور ہوتی ہے،اندھیرا جب پھیلتا ہے تو آدمی گھبراتا ہے،لیکن جس کے ہاتھ میں سوئچ ہو،عقل کی بات یہ ہے اسے اندھیرے سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے،گھپ اندھیرا ہورہا ہے لائٹ بند ہورہی ہے،اتنے شدید مخالف حالات ہو رہے ہیں،ایسے میں آدمی گھبرانے کے بجائے یہ سوچے کہ لائٹ جلادوں،اندھیرے خود بخود بھاگ جائیں گے،یہ بالکل ایسے ہی ہے،اتنا شرک،اتنا کفر،اسلام کے خلاف اتنی تحریکیں،اسلام کے خلاف اتنی آوازیں جو لگ رہی ہیں اور یہ جو چل رہا ہے پورے ملک میں کہ ہمیں بھارت کو ہندو راشٹر بنانا ہے،ایسے میں گھبرانے کے بجائے کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم توحید کی بات کریں،ایسے میں اسلام کی بات کریں،یہ جو حیرت ہے،یہ جو استعجاب ہے ہمارا،بالکل ایسا ہی ہے،جیسے گھپ اندھیرے میں آدمی سوئچ بورڈ کے پاس کھڑا ہوا ہے،اور کہہ رہا ہے اتنے مخالف حالات ہیں،حالانکہ اسے یہ کرنا چاہئے کہ روشنی کا سوئچ دبادے،کتنا آسان کام اللہ نے ہمیں عطا کیا ہے۔

[باقی آئندہ]

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تدبیر کے ساتھ

رجوع الی اللہ بھی ضروری!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

CAA قانون کے خلاف اس وقت پورا ملک سراپا احتجاج بنا ہوا ہے؛ لیکن حکومت سمجھتی ہے کہ اپنی ضد پر اڑا رہنا، رعایا کے جذبات کو کچل دینا اور آنکھ کان بند کر کے حکومت کرنا کمال کی بات ہے؛ اس لئے وہ ذرا بھی اپنے موقف سے ہٹنے کو تیار نہیں ہے، اسے یہ بات جان لینی چاہئے کہ بدترین حکومت وہ ہے، جو رعایا کی بات سننے پر آمادہ نہ ہو اور جس کو طاقت کا نشہ اتنا بدمست کر دے کہ مظلوموں کی آہیں اس کے کانوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آجائیں، اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ظلم وجبر ایک غیر فطری چیز ہے اور اس کو آج یا کل ان شاء اللہ ختم ہو کر رہنا ہے، اس سلسلہ میں یونیورسٹیوں کے طلبہ، سیکولر دانشور حضرات، فلم اور کھیل کی دنیا کے لوگ، ملک کے ریٹائرڈ قابل افسران اور میڈیا کے وہ لوگ جن کے ضمیر میں ابھی زندگی کی رمق باقی ہے، قابل تحسین بھی ہیں اور شکریہ کے مستحق بھی کہ وہ پوری جرأت اور حوصلہ کے ساتھ انصاف کی یہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔

اسی پسِ منظر میں برادران اسلام سے عرض ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے دو نظام کارفرما ہیں، ایک: نظامِ اسباب دوسرے: نظام غیب، نظام اسباب یہ ہے کہ ظاہری اسباب کے واسطہ سے نتائج ظاہر ہوں، یہ ایک واضح حقیقت ہے، جس کو ہم روز وشب سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اگر کوئی شخص آگ کے شعلہ کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کا ہاتھ جلے گا، اور تیرنے سے واقف نہ ہو پھر بھی گہرے دریا میں کود جائے تو یقیناً ڈوب جائے گا، یہ اسباب کا نظام ہے جو پوری کائنات میں کارفرما ہے، اور دنیا میں ہمارے سارے کام اسی ذریعہ سے انجام پاتے ہیں۔

نظامِ غیب کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کے حاصل ہونے کا جو فطری ذریعہ ہوتا ہے، اس کے بغیر وہ چیز حاصل ہو جائے، یا جو چیز جس بات کا سبب بنتی ہو، اس کا وہ نتیجہ ظاہر نہ ہو پائے، جیسے: آگ میں انسان جل جاتا ہے؛ لیکن اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ بحر قلزم میں اتر گئے؛ لیکن سمندر انہیں ڈبو نہیں سکا، انسان اس دنیا میں باپ اور ماں کے واسطہ سے پیدا ہوتا ہے؛ لیکن حضرت عیسیٰ صرف ماں کے ذریعہ پیدا کئے گئے، یہ اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام ہے، آخرت کا تو پورا نظم ونسق اسی نظام کے تحت رہے گا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی وقتاً فوقتاً انسان کو اس نظام کی جھلک دکھائی جاتی ہے۔

اس لئے جیسے حکومت کے ظالمانہ رویہ سے مقابلہ کے لئے سیاسی اور عوامی جدوجہد کی جارہی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ سے رجوع کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، یہ اپنی مہم میں کامیابی حاصل کرنے کا غیبی نظام ہے، قرآن مجید میں مؤمنوں کے لئے آزمائشوں کا ذکر کرتے ہوئے صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنانے کا حکم دیا گیا ہے، اور ان کی شان بتائی گئی ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ’’ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے‘‘ إذا أصابتهم مصيبة قالوا إنا لله وإنا اليه راجعون (البقرہ:۱۵۶) یعنی مؤمن کی شان یہی ہے کہ خوشی کا موقع ہو یا تکلیف کی گھڑی، ہر حال میں وہ خدا کو یاد رکھے اور اسی سے رجوع کرے۔

اللہ سے رجوع کرنے کی صورت اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے یہ مؤمن کا ہتھیار ہے، اور اس سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف دعاء ہی ایسی چیز ہے، جس سے تقدیر کا فیصلہ بدلتا ہے: لا يرد القضاء إلا الدعاء (ترمذی عن سلمان الفارسی، حدیث نمبر:۲۱۳۹) حضرت جابر رضی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بندہ جب بھی دعا کرتا ہے تو یا تو جو مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ وہی عطا فرما دیتے ہیں، یا اسی کے مثل کوئی اور مفید چیز عنایت کرتے ہیں؛ بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے: **ما أحد يدعو بدعاء إلا أعطاه الله ما سأل الخ** (مسند احمد عن جابر، حدیث نمبر: ۱۴۸۷۹) سب سے اہم بات یہ ہے کہ دعا سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے، اور بندہ کو اللہ کا ساتھ مل جائے اس سے اہم بات اور کیا ہو سکتی ہے؛ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے، میں اسی کے مطابق اس کے ساتھ عمل کرتا ہوں، اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں: **أنا عند ظن عبدی بی و أنا معه إذا دعانی** (مسلم عن أبی هريرة حدیث نمبر: ۲۶۷۵)

خاص کر ظالموں کے ظلم سے چھٹکارہ کے لئے دعا کی بڑی اہمیت ہے، سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں نبوت سے نوازے گئے، وہاں ان پر بڑے مظالم ہوئے، انھوں نے عراق سے شام کی طرف ہجرت فرمائی، انہیں مصر سے گزرنا تھا، مصر کا بادشاہ بڑا ظالم و جابر تھا، کوئی شخص اگر اپنی بیوی کے ساتھ گزرتا اور وہ خوبصورت ہوتی تو بادشاہ زبردستی اس کو لے لیتا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہؑ بھی ہم سفر تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن و جمال سے بھی نوازا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے خطرہ تھا کہ وہ حضرت سارہ کو گرفتار کر لے گا؛ اس لئے انھوں نے حضرت سارہ سے فرمایا: اگر بادشاہ تم سے پوچھے کہ مجھ سے کیا رشتہ ہے؟ تو تم اپنے آپ کو میری بہن بتانا؛ کیوں کہ اس وقت دنیا میں ہم ہی دو مسلمان ہیں، اس رشتہ سے ہم بھائی بہن ہوئے، یہ بات اس لئے فرمائی کہ بادشاہ صرف گزرنے والوں کی بیوی کو اپنے تصرف میں لیا کرتا تھا نہ کہ بہن کو؛ مگر آخر وہی ہوا جس کا ڈر تھا، اہل ایمان کے اس مختصر قافلہ کو دیکھ کر اس کی نیت خراب ہوگئی، اور یہ بتانے کے باوجود کہ وہ بیوی نہیں ہیں، بہن ہیں، اس نے حضرت سارہ کو گرفتار کر لیا، پھر جب اس نے حضرت سارہؑ کے پاس آنا چاہا تو انھوں نے وضوء کیا، نماز میں مشغول ہوگئیں اور دعا کی: اے اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ پر اور آپ کے رسول پر ایمان لائی ہوں اور اپنے شوہر کے سوا میں نے ہر ایک سے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا ہے؛ لہٰذا مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ فرمائیے، دعا کرنا تھا کہ وہ ظالم بے ہوش ہوگیا اور پاؤں پٹخنے لگا، حضرت سارہؑ پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع ہوئیں کہ اگر یہ مر گیا تو کہا جائے گا: میں نے ہی اسے مار دیا ہے؛ اس لئے اسے ہوش عطا کر دیجئے، وہ ہوش میں آ گیا، اس طرح تین یا چار بار حضرت سارہ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی، ہر بار حضرت سارہ نے دعا کی اور وہ اسی کیفیت میں مبتلا ہوا، اخیر میں اس نے تنگ آ کر اپنے مصاحبین سے کہا کہ تم لوگوں نے میرے پاس شیطان کو بھیج دیا ہے، ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کے حوالہ کر دو، نیز حضرت ہاجرہؑ کا حضرت ابراہیم سے نکاح کر دیا (مسند احمد عن ابی ہریرۃ، حدیث: ۹۲۴۱) یہ حدیث بتاتی ہے کہ ظالموں کے تسلط کو روکنے اور ان سے مقابلہ کرنے کے لئے دعا ایک طاقتور ہتھیار ہے؛ اس لئے موجودہ حالات میں ہمیں ضرور اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

دعا ہی کی ایک صورت استغفار ہے، یہ بھی مصیبتوں سے نجات پانے کا ایک غیبی نسخہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو استغفار کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے مصیبت سے باہر نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں، ہر فکر سے نجات عطا فرماتے ہیں، اور ایسے طریقہ پر رزق عطا کرتے ہیں، جس کا آدمی کو گمان بھی نہ ہو: من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا، ومن كل همّ فرجا، ورزقه من حيث لا يحتسب (سنن ابوداؤد، عن ابن عباس، حدیث نمبر: ۱۵۱۸) اس لئے استغفار کا بھی خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

آزمائش کے ایسے حالات کے لئے ایک خاص ذکر بھی مروی ہے، اور وہ ہے: **حسبنا الله ونعم الوكيل**، حدیث

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انھوں نے یہی پڑھا اور جب مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ دشمن طاقتیں تمہارے خلاف کھڑی ہیں، تم ان سے ڈر کر رہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پڑھا (بخاری عن ابن عباسؓ کتاب التفسیر، حدیث:۴۵۶۳) قرآن مجید میں صحابہؓ کا عمومی طرز عمل بھی یہی بیان فرمایا گیا ہے کہ جب لوگ انہیں مسلمان کے خلاف مخالفین کے اکٹھا ہونے سے ڈراتے تو وہ کہتے: حسبنا اللہ ونعم الوکیل

اسی طرح درود شریف کی کثرت کرنی چاہئے؛ کیوں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے تو اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں: من صلی علیہ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا (مسلم، باب الصلوۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد ،حدیث نمبر:۴۰۸) رحمتوں کے نازل ہونے میں مصیبتوں کا دور ہونا بھی شامل ہے۔

اس لئے دعا کے ساتھ ساتھ استغفار، حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور درود شریف کی کثرت کی جائے اور تمام لوگ روزانہ کم سے کم دو رکعت نماز حاجت کا بھی اہتمام کریں؛ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ وا ہو، اور شریروں کی شرارت سے تمام برادران اسلام اور برادران وطن کو نجات حاصل ہو۔

ظالموں کے تسلط سے نجات کے لئے شریعت میں ایک خصوصی دعا نماز کے ساتھ رکھی گئی ہے، جس کو ''قنوت نازلہ'' کہا جاتا ہے، ایسے مواقع پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کا اہتمام فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابۂ کرام نے بھی مشکل مواقع پر یہ نماز ادا کی ہے، اور اس پر امت کا تعامل رہا ہے، حدیث وفقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، اس دعا کا بھی فجر کی نماز میں اہتمام کرنا چاہئے۔

حاصل یہ ہے کہ ہمیں اِن حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے، اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، ایک طرف اسباب کے درجہ میں سیاسی اور احتجاجی کوششیں جاری رہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے نظام غیب پر یقین کے ساتھ پوری توجہ دی جائے، اور دعا والتجاء کا عمل بھی جاری رہے، تو جب انسانی کوشش اور تدبیر کے ساتھ رجوع الی اللہ کا عمل جمع ہو جائے، تو ان شاء اللہ ضرور کامیابی حاصل ہوگی، وباللہ التوفیق وھو المستعان.

نعت

حفیظ محمود بلند شہری

جو فقر سے رہے دونوں جہاں کی شاہی میں
سکوں جہاں کو ملا ان کی سربراہی میں

سلام لاکھوں کروڑوں درود آقاؐ پر
گزاری زندگی امّت کی خیر خواہی میں

شریکِ رنج و الم، درگزر، دعا، ایثار
ہزار خوبیاں اک عادتِ رفاہی میں

جواہرات سے اچھے وہ سنگ ریزے ہیں
جو بول اٹھے تھے حضورؐ آپؐ کی گواہی میں

ہر ایک شے میں ہے فیضانِ رحمتِ عالم
سمندروں میں، سفینوں میں مرغ و ماہی میں

جو اتباعِ نبی میں سکوں ہے ایسا سکوں
نہ تاج و تخت نہ دستار و کج کلاہی میں

حفیظؔ عظمتِ سرکار کا جو ہے منکر
ذرا بھی شک نہیں اس شخص کی تباہی میں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سنگین حالات اور راہِ نجات

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

اکیسویں صدی میں ظالم اور جابر حکومتوں کے خلاف تیز تند آندھی کی طرح تحریکیں اٹھیں جن سے حکومتوں کے خیمے اکھڑ گئے، بہت پہلے ایران میں اور پھر بعد میں عرب ملکوں میں، تیونس میں، مصر میں، شام میں، لیبیا میں، عوام وخواص جابر حکومتوں کے خلاف انقلاب بردوش بن کر اٹھے اورانہوں زمین میں زلزلہ ڈال دیا اورحکومتوں کا تختہ الٹ دیا، کہیں یہ انقلاب کامیاب ہوا اور کہیں دنیا کی بڑی طاقتوں کی سازش سے اور خلیجی ملکوں کی کوشش سے ناکام ہوگیا، جومنظر عرب ممالک میں چندسال پہلے دیکھنے میں آیا تھا، وہی منظراب ہندوستان میں دیکھنے میں آرہا ہے، مصر کے میدان التحریر کی طرح ہندوستان کا ہر میدان میدان تحریر بن گیا ہے، ہندوستان کے طول وعرض میں پرجوش احتجاجات کی لہر اٹھ رہی ہے، عصری جامعات کے طلبہ اورخواتین کا اس میں قائدانہ رول ہے، ان کے پیدا کردہ زلزلہ سے زمین ہل رہی ہے اوران کے غلغلہ سے گنبد مینا گونج رہا ہے، حدیث نبوی کی روشنی میں انسان کونہ توظالم ہونا چاہئے اورنہ مظلوم، ظلم کا مقابلہ کرنا ایک دینی قدرہے اور جونوجوان حکومت کے ظلم کوروکنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں وہ قابل قدر ہیں اوران کی ہمت کی داددینی چاہئے کہ سخت سردی کے موسم میں، برف بار ہواؤں میں، تمام برادران وطن کے ساتھ مل کر ہندوستان کے سیکولر اور جمہوری آئین کی حفاظت کے لئے اورتکثیری سماج کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اگراس وقت مزاحمت نہ کی گئی تو اس ملک میں اقلیتوں کولوح ایام سے مٹادیا جائے گا، پھرنہ مسجدیں رہیں گی، نہ چرچ، نہ اقلیتوں کی عبادت گاہیں اور نہ مدرسوں کا وجود باقی رہے گا۔ موب لنچنگ، جے شری رام کے نعرے، سوریہ نمسکار، تین طلاق کا قانون، دفعہ ۳۷۰ کی منسوخی، بابری مسجد اور اب شہریت کے قانون میں ترمیم کا ایکٹ آیا ہے جس سے تمام اقلیتوں کے وجود کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے، یہ سلسلہ دراز سے دراز تک ہوتا جارہا ہے، اگر ظلم کے خلاف پوری طاقت سے عوام نہیں کھڑے ہوں گے تو اس ملک کو اسپین اور ہندوراشٹر بنانے کا آرایس ایس کا خواب پورا ہوجائے گا، اس تحریک احتجاج میں تمام مذہب وملت کے لوگوں کوساتھ لینا بے حد ضروری ہے، تاکہ یہ تحریک طاقت ور ہو، گوہر مقصود حاصل ہو اور یہ سفینہ ساحل مراد تک پہنچ سکے۔ ایک مقولہ یا نعرہ ہے جو مصر کی آزادی کی تحریک میں عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کوساتھ لینے کے لئے وہاں کے مقبول اور ہردل عزیز لیڈر سعد زغلول نے لگایا تھا: الدین للہ والوطن للجمع یعنی دین اللہ کا ہے اور وطن سب کا ہے، یہ نعرہ اس مفہوم میں تو غلط ہے کہ دین کا سیاست سے اور ملک کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں لیکن اس مفہوم میں درست ہے کہ دین اللہ کی فرماں برداری کا نام ہے اور حقوق وطنیت میں جولوگ شریک ہیں ان کے مشترک فائدہ کے لئے وطن کی حفاظت کیلئے باہمی اشتراک و تعاون سے کام کیا جانا وطن کا تقاضہ ہے اور یہ دین کے خلاف نہیں ہندوستان میں خلافت اور ترک موالات کی تحریک کے زمانہ میں جس طرح ہر ملت ومذہب کے لوگ شانہ بشانہ شریک تھے، اسی طرح موجودہ احتجاجات کے مدوجزر اور تلاطم میں ہر مذہب کے لوگ شریک ہیں اوران احتجاجات کی باہمی اصل قوت اسی اتحاد واتفاق میں پنہاں ہے، وہ حکومت جوفرقہ ورانہ خطوط پر ملک کو تقسیم کرنا چاہتی ہے اس احتجاج کو بھی صرف مسلمانون کا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

احتجاج ثابت کرنا چاہتی ہے اور کہتی ہے کہ ''کون احتجاج کر رہا ہے اس کا پتہ احتجاج کرنے والوں کے کپڑوں سے لگایا جا سکتا ہے۔'' دانش مندی کا تقاضہ ہے کہ فرقہ ورانہ خطوط پر اس تحریک کو ہرگز نہ چلایا جائے اس میں تمام انصاف پسند اور سیکولر ذہن کے لوگوں کو اپنا ہم نوا اور ہم سفر، ہم ساز اور ہم آواز بنایا جائے، ایسے نعروں سے گریز کیا جائے جن سے کوئی یہ ثابت کرے کہ یہ احتجاج دیش کے خلاف ہے یا جن سے یہ شبہ ہو کہ یہ صرف مسلمانوں کا احتجاج ہے اور صرف مسلمانوں کا مسئلہ ہے، جو نوجوان طلبہ خالص مذہبی نعرے لگائیں گے وہ برادران وطن کو نفسیاتی اور ذہنی طور پر دور کر دیں گے اور اس حکومت کو طاقت بخشیں گے جو یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ ''شہریت کے ان قوانین کی مخالفت صرف مسلمانوں کی طرف سے ہو رہی ہے اور مسلمان شروع سے دیش ورودھی رہے ہیں'' سیرت طیبہ میں مسلمانوں کو حلف الفضول سے آسانی سے دلیل مل سکتی ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے اس معاہدہ میں شرکت کی تھی، جو ظلم اور حق تلفی کے خلاف طے پایا تھا، اور جس میں مختلف قبائل عرب نے شرکت کی تھی، مسلمانوں کا موجودہ احتجاج اسی مبارک معاہدہ کی طرح ہونا چاہئے جو ہر ظلم وقہرمانی اور ناانصافی کے خلاف تھا، جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت ملنے سے پہلے تمام قبائل عرب کے ساتھ شرکت کی تھی اور نبوت ملنے کے بعد فرمایا تھا کہ اس طرح کے کسی معاہدہ کے لئے مجھے بلایا جائے گا تو اب بھی میں اس میں شریک ہوں گا۔

اس کے باوجود کہ ظلم کی مخالفت مذہبی قدر ہے اور دین اسلام نے ظالم کا ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا ہے لیکن اگر مسلمانوں نے احتجاجات کو یہ رنگ دیا کہ یہ ان کا مذہبی معاملہ ہے یا صرف ان کی شہریت کو خطرہ ہے، تو وہ دوسرے اپنے ہم وطنوں کو اس تحریک سے الگ کر دیں گے اور نتیجہ کے اعتبار سے یہ تحریک ناکام ہو جائے گی، ہندوستان جیسے وسیع ملک میں اور تکثیری سماج میں آخر وہ وطنی تحریک کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جو صرف ایک گروہ اور صرف ایک مذہب کے ماننے والوں کی طرف سے برپا کی گئی ہو، جس کا ساتھ دوسرے ہم وطن نہ دے رہے ہوں اور وہ اس کے ہم نفس اور ہم نوا نہ ہوں، جب کہ حکومت بھی مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی دشمن ہو، اس وقت بعض بی جے پی کی حکومتوں نے احتجاجیوں کے خلاف سخت گیری شروع کر دی ہے اور کہیں کہیں خرمن احتجاج پر حکومت کی بجلی بھی گری ہے، چونکہ الیکشن ابھی دور ہے اس لئے حکومت کو اطمنان حاصل ہے، ڈر یہ ہے کہ حکومت کی نامہربانی اور ناترسی اور ترہیب کی وجہ سے یہ مرغ بلند بام کہیں زیر دام نہ آ جائے، اس وقت برادران وطن اور ان کے سماجی اور سیاسی لیڈر شیر و شکر ہو کر جمہوریت اور آئین کی حفاظت کے لئے احتجاج کی تحریک کا پورا ساتھ دے رہے ہیں، یہ بہت خوش آئند بات ہے اور بہت مسرت افزا ہے۔ کوئی ایسی غلطی مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہونی چاہئے جس کی وجہ سے وہ ساتھ چھوڑ دیں اور مسلمان تنہا رہ جائیں پھر اس احتجاج کی حیثیت ایسے دریا کے تلاطم کی ہو جائے گی جس کی تہ میں موتی نہ ہوں، وہ صرف ایسی آوازوں کا شور ہوگا جو معانی کی قوت سے تہی ہوں، وہ ایسی کشتی ہوگی جس کی قسمت میں ساحل نہ ہوگا، وہ ایسی صدا ہوگی جو صدا بہ صحرا کے مصداق ہوگی، وہ ایسی آواز ہوگی جو دور افتادہ ہوگی ''فغان قافلۂ بے نوا کی قیمت کیا''۔

احتجاج، جلوس، مظاہرے اور مطالبے جمہوریت کے دور کے ضروری ہتھیار ہیں اور ان سے مفر نہیں لیکن یہ احتجاج پامردی اور استقلال کے ساتھ کب تک جاری رہ سکے گا، یہ بہت اہم سوال ہے، نگاہ دور بیں و دور رس کو حاضر الوقت مسائل کا پائیدار حل بھی ڈھونڈنا چاہئے، جاری احتجاجات کی حیثیت وقتی اور عارضی علاج کی ہے، یہ ضروری کام ہے لیکن ہمیں شفائے عاجل ہی پر نہیں شفائے کامل اور شفائے مستقل پر بھی توجہ دینی چاہئے، اس کے لئے مرض کے اصل سبب کو سمجھنے کی ضرورت ہے، حکومت ظلم کر رہی ہے اور ظلم اس لئے کر رہی ہے کہ اس کو پارلیمنٹ میں غیر معمولی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عددی قوت حاصل ہے، یہ قوت اس لئے حاصل ہے کہ عوام نے اس کو ووٹ دیا ہے، عوام نے اس لئے حکمراں جماعت کو ووٹ دیا ہے کہ عوام کی اکثریت کے جسم میں اسلام اور مسلم دشمنی کا زہر کا انجکشن دیا گیا ہے، زہر کا انجکشن سب سے پہلے انگریز مؤرخوں نے لگایا تھا، انہوں نے اپنی سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر تاریخ کی کتابیں لکھیں اوران میں مسلمانوں کے مظالم کے فرضی قصے لکھے جن پر یقین کرنے کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یگانگت کا پیدا ہونا ممکن ہی نہ تھا، انگریزوں کی کتابوں پر یقین کرانے کے لئے ہندووں نے بھی مسلمانوں پر الزامات عائد کئے، اس سے پوری فضا مسموم ہوگئی۔ جناب صباح الدین عبد الرحمٰن نے اور دوسرے مصنفین نے مسلمانوں کی رواداری کی تاریخ پر اردو میں کتابیں لکھیں لیکن مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابیں جامعات میں نصاب کا حصہ نہیں بن سکیں، انہیں غیر مسلموں نے نہیں پڑھا، اس لئے اسلام دشمنی کا زہر برادران وطن کے ذہن و دماغ میں باقی رہا، اس لئے برادران وطن کے ذہن سے جب تک اسلام دشمنی کا زہر نہیں نکالا جائے گا حالات نہیں بدلیں گے اور ہر تھوڑے دنوں پر ایک نیا زخم لگتا رہے گا، مسلمان ایک ہزار سال سے ہندوؤں کے ساتھ رہ رہے ہیں، لیکن وہی بیگانگی اور غیریت جو پہلے تھی وہ اب بھی باقی ہے، اس لئے سب سے ضروری کام اور تمام کاموں پر مقدم کام علمی سطح پر اس زہر کا تریاق مہیا کرنا ہے اور برادران وطن سے رابطہ قائم کرنا ہے، ہر ایک سے باہمی تعارف اور شناسائی پیدا کرنا اور اپنے کردار اور نیک اطوار سے ان پر اچھا اثر ڈالنا ہے اور دلوں کو جیتنا ہے، یہی چیز حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی ضامن ہوسکتی ہے، قرآن میں ادفع بالتی ھی احسن سے یہی حسن اخلاق مراد ہے، یہی وہ عمل صالح ہے جس پر استخلاف فی الارض کا وعدہ ہے:

وعد اللہ الذین آمنو امنکم وعملوا الصالحات
یستخلفنھم فی الارض (النور ۷)

ہمارے ملک کی مذہبی قیادت ''اُلار'' کی شکار ہے، پہلے جب بیل گاڑی چلتی تھی یا گھوڑا گاڑی تو گاڑی بان سواریوں سے کہتا تھا داہنی طرف اُلار ہورہا ہے، بائیں طرف آجایئے اور وہ کبھی بائیں جانب بیٹھے ہوئے سوار کو دائیں جانب جانے کو کہتا۔ ہماری مذہبی قیادت بھی ایک جانب جھکی ہوئی ہے، قرآن کے مطالعہ سے اور سیرت نبوی کے مطالعہ سے دین کا جو مزاج سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ صرف مسلمانون کی اصلاح کی فکر نہیں ہونی چاہیۓ، بلکہ تمام بنی نوع انسان کی عاقبت بخیر ہونے کی فکر کی جانی چاہیۓ، مسلمانوں کو خیر امت اس لئے کہا گیا تھا کہ ان کو تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث کیا گیا تھا، مسلمانوں کی بہت سی تنظیمیں ہیں اوران سب کا دائرہ کار صرف مسلمانوں کے درمیان ہے، قرآن مجید میں انبیاء کرام کا تذکرہ موجود ہے، ان کا کام اور ان کا منہج موجودہ دور کے علماء کے کام اور منہج سے مختلف ہے، انبیاء کرام نے ایمان لانے والوں کی تربیت بھی کی تھی لیکن ان کو بنی آدم کے سارے کنبہ کی فکر بھی تھی، ہماری دینی قیادتوں کو صرف مسلمانوں کی فکر ہے، چاروں طرف نظر ڈالئے تو ہر طرف لسان المسلمین (اردو) کے دینی مدارس موجود ہیں، جہاں قال اللہ وقال الرسول کا زمزمہ گونج رہا ہے، خانقاہیں ہیں جہاں سالک مقامات میں کھوجاتا ہے، مسلم تنظیمیں بھی ہیں جو بہر حال مفید کام انجام دے رہی ہیں، مسلمانوں کی شریعت کی حفاظت کی بھی بجا طور پر علماء کو فکر ہے، اصلاح معاشرہ کا کام بھی ہورہا ہے، مسلمانوں کے چند عصری اسکول اور کالج بھی ہیں جہاں نئے مضامین کی تعلیم ہوتی ہے، تجارت اور صنعت کے فروغ کی بھی کچھ نہ کچھ کوشش کی جارہی ہے، کچھ اہل قلم تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں، بلاشبہ یہ سب مفید اور تعمیری کام ہیں، لیکن اصل انبیائی مشن غائب ہے اور علمائے کرام کو اس خلا کا اندازہ بھی نہیں ہے اور نہ ان کو اپنے منہج کی غلطی کا احساس ہے، کوئی شاہین صفت اور شاہین مزاج صاحب فکر شخص جسے اصل کام کی اہمیت کا اور ضرورت کا اندازہ ہو، گردو

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پیش کے علماء کی سرگرمیوں کو دیکھ کر حسرت وافسوس کے ساتھ کہہ سکتا ہے: ''یہ پورب یہ پچھم چکوروں کی دنیا''۔

(۱)اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت ایک ایسی نئی بڑی ہمہ گیر تنظیم کا قیام ہے جو برادران وطن کے درمیان کام کرے اور ان کے دلوں کو جیتنے کی کوشش کرے،نفرت سے بھرے لوگوں کے پاس محبت کا جام لے کر جائے،اور اس رابطہ کو نئے سرے سے استوار کرے جو ٹوٹ چکا ہے،اس عظیم مشن کے لئے ایسے کارکن میسر آئیں،جو اسلامی اخلاق کا پرتو ہوں،شرافت،انسانیت،نرمی ،ہمدردی اور اللہ کی مخلوق کی خدمت ان کے صحیفہ اخلاق کے جلی عنوانات ہوں،سمجھ لینا چاہئے کہ موجودہ سنگین حالات کا اصل سبب نفرت کی وہ دیوار ہے جو ہندو اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہے،اور جب تک یہ دیوار نہیں گرے گی،دعوت کی راہ بھی ہموار نہیں ہوسکتی ہے،اب پہلی فرصت میں شریف انسانوں اور صاحب کردار نوجوانوں کو ساتھ لے کر Mass Contact کا پروگرام بنانا چاہئے،اور برادران وطن کے دلوں کو جیتنے کی کوشش کرنی چاہئے،ان کے ذہن ودماغ میں حسن سلوک کے ذریعہ یہ تصور جاگزیں کردینا چاہئے کہ مسلمان اچھا شہری،ایک اچھا پڑوسی ایک اچھا انسان ہوتا ہے،شریف،ہمدرد،خوش اخلاق،مہذب اور شائستہ۔ہم نے یہ کام صدیوں سے نہیں کیا ہے،صحیح مزاجِ دین سے،مزاج انبیاء سے دوری پر ماہ وسال کی سیکڑوں گردشیں پوری ہوچکی ہیں،اس مقصد کے حصول کے لئے رفاہ عام اور خدمت خلق کے عنوان سے ایک نئی تنظیم کو بروئے کار لانا ہوگا،یا یوں کہئے کہ انبیائی کام یا دعوت دین کے کام کے لئے پہلے مناسب پلیٹ فارم تیار کرنا ہوگا،مسلمانوں کی موجودہ تنظیمیں جو اپنی جگہ مفید کام انجام دے رہی ہیں ان کو اس نئی مہم کو بھی سر کرنے کے لئے یعنی برادران وطن سے رابطہ استوار کرنے کے لئے تیار رہنا پڑے گا،اور اپنے یہاں اس ضروری کام کا ایک متحرک اور فعال شعبہ قائم کرنا ہوگا اور سماجی خدمت کے میدان میں آنا پڑے گا،اگر اس وقت اس کام کے لئے ایک نئی تنظیم بھی قائم نہ ہوسکی اور مسلم جماعتوں کو بھی توفیق نہ ملی،تو انفرادی طور ہر محلّہ اور ہر بستی میں دو تین باشعور مسلمانوں کو مقامی طور پر اس کام کا آغاز کردینا چاہئے۔یہ بات علمائے دین کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ امت مسلمہ کو''خیرامت'' کا جو تمغۂ امتیاز رب العالمین کی طرف سے مرحمت فرمایا گیا تھا،وہ ''اخرجت للناس'' کے مشن کے لئے تھا،جسے غلطی سے''اخرجت للمسلمین'' کا مرادف سمجھ لیا گیا ہے،یاد رکھئے کہ اس اہم کام کی طرف سے بے التفاتی کے عواقب خطرناک ہوسکتے ہیں'یہ ضروری دینی کام مرد بیمار کے لئے داروئے شفا کی حیثیت رکھتا ہے اور اب ہر قیمت پر یہ کام انجام دیا جانا چاہئے''اس بے حد ضروری کام کے لئے جو اس بیمار ملت کے لئے آکسیجن کی حیثیت رکھتا ہے اہل خیر اور اہل توفیق کو آگے آنا چاہئے۔'توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے'' ایسا نہیں ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام سے مانوس کرنے کے اس بے حد اہمیت کے کام کا احساس راقم سطور کو پہلی بار حاصل ہوا ہے۔علامہ سید سلیمان ندوی نے مولانا مناظر احسن گیلانی کو ایک خط لکھا تھا،جو معارف مئی ۱۹۶۳ میں شائع ہوا تھا۔اس خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:

'' آپ سے دل کی بات عرض کرتا ہوں،دینی خدمت کا شعور دماغ میں جب سے پیدا ہوا ہے،ذہنی طور میرا دماغ ہمیشہ اس پہلو کو سوچتا رہا ہے کہ ہندوستان کی غیر مسلم اقوام تک اسلام کو آگے بڑھانے کی کوئی صورت نکالی جائے،میرا خیال ہے کہ موجودہ مسلمانوں کو زندہ کرنے کی کوشش لاحاصل ہی کوشش ہے،ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی تازہ خون اسلام کی رگوں میں کسی راہ سے اگر آجائے تو یہ ممکن ہے کہ اس کی حرارت سے ان پرانے تھکے ہوئے اکھائے ہوئے مسلمانوں میں زندگی پیدا ہو،مگر براہ راست ان کو جگانے اور جھنجھوڑنے کے کام کو میں قریب قریب مردوں کو جگانے اور جھنجھوڑنے کے ہم معنی سمجھ رہا ہوں۔''

مذکورہ بالا خط مولانا مناظر احسن گیلانی کے نام تھا،خود مولانا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مناظر احسن گیلانی اپنے ایک مضمون میں جو معارف اپریل ۱۹۵۷ میں شائع ہوا تھا، لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کے لئے وہ اندلس زیادہ پائدار ہوتا جس میں خواہ الزہراء، اور قرطبہ اور غرناطہ نہ ہوتے، مگر مسلمانوں پر جو فرض آخرالامم ہونے کی حیثیت سے عطا کیا گیا ہے اگر اس کو وہاں کا حکمراں طبقہ پیش نظر رکھتا تو وہ سیاسی مصائب و آفات کے جن گردابوں تہہ وبالا ہو کر رہ گئے، شاید یہ صورت پیش نہ آتی۔"

(۲) ایک اور دوسرا ضروری کام ہے جو حالات کو بدلنے کے لئے ضروری ہے۔ یہ بات "خدا مجھے نفسِ جبرئیل دے تو کہوں"۔ ہندوستان کی تاریخ میں اہل دل اور اصحاب روحانیت نے غیر مسلم عوام اور خواص پر بہت اثر ڈالا تھا، ان کی خانقاہیں ستم رسیدہ انسانوں کی پناہ گاہیں تھیں، ان کی شفقت اور دل داری کی شبنم ان کے زخمی دلوں کے لئے مرہم تھی، مضطرب اور بے چین دلوں کو وہاں سکون اور آرام ملتا تھا، خلائق کا اور تمام مذاہب کے لوگوں کا ان پر اس طرح ہجوم ہوتا تھا جیسا پروانوں کا شمع پر ہوتا ہے، برادران وطن بہت بڑی تعداد میں ان سے معتقدانہ تعلق رکھتے تھے اور کچھ لوگ اسلام بھی قبول کرتے تھے۔ لیکن اب "آں قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند" وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہر بستی اور ہر شہر میں ایسے فقیرانہ اور درویشانہ زندگی بسر کرنے والے زہد و عبادت کے پیکر موجود ہوں، جو ارشاد و تربیت کا کام انجام دیں جو تمام مسلکی اختلافات سے بلند ہوں، ایسی روشن شمعیں جب جب جلیں گی پروانے بھی آئیں گے۔ مسلمانوں کے خلاف نفرت کو ختم کرنے کے لئے اعلی روحانی استعداد رکھنے والے ایمان و یقین اور درد و محبت کی مشعل جلانے والوں کی ضرورت ہے، تاریخ میں درویشانہ زندگی اختیار کرنے والے اولیاء کرام نے رواداری اور ہم آہنگی پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے، اور اس کے ساتھ پشت پر حکومت کی طاقت سونے پر سہاگہ کی حیثیت رکھتی تھی، اب حکومت کی طاقت تو نہیں ہے مسلمانوں کی حکومت دوبارہ قائم نہیں ہوسکتی، اور نہ ان کا پرانا اوجِ اقبال واپس آسکتا ہے لیکن اگر مسلمان تعلیم میں اور اقتصادیات میں کوئی مقام پیدا کرلیں، تو یہ انقلاب انگیز قوت حکومتی طاقت کا بدل بن سکتی ہے، اور ان کی وجاہت کی بازیابی کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان کوئی حرفت اور ہنر سیکھ لے اور کوئی مسلمان گداگر باقی نہ رہے، مسلم جماعتوں اور تنظیموں کو مسلمانوں کی تعلیم، صنعت اور اقتصادی حالت کے استحکام کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز نے مسلمانوں کے امپاورمنٹ پر پورا لٹریچر تیار کردیا ہے، جس سے سب کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(۳) تیسرا ضروری کام جو مسلم قائدین کے ذمہ قرض ہے وہ تمام بڑے شہروں میں جامعات میں عصری تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے اسلامی ہوسٹل کی تعمیر ہے، جہاں ہزاروں طلبہ کی ذہنی اور فکری اور اخلاقی تربیت کا انتظام ہوسکے، اور وہ امت مسلمہ کے کام آسکیں، بہت پہلے مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس اہم کام کی طرف توجہ دلائی تھی لیکن ان کا یہ خواب ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا۔

(۴) چوتھا ضروری کام دینی مذہبی مدرسوں میں نصاب تعلیم کی اصلاح ہے، یعنی ایسا نصاب تعلیم ہو جسے پڑھ کر اور مدرسوں سے فارغ ہوکر علماء، برادران وطن کو ان کی زبان میں مخاطب ہونے کے اہل ہوسکیں اور ان سے ڈائیلاگ کرسکیں، قرآن کی اس آیت کو سامنے رکھنا چاہئے جس میں کہا گیا ہے کہ ہر زمانہ کا پیغمبر اپنی قوم سے لسان قوم میں خطاب کرتا تھا۔ لسان قوم میں مہارت تو بڑی چیز ہے اب مسلمان اردو زبان سے بھی جو مادری زبان ہے غافل ہوتے جارہے ہیں، نئی نسل اردو نہیں سیکھ رہی ہے اردو زبان میں ہمارے مذہب اور ثقافت کا بہت بڑا سرمایہ ہے، یہ اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ یہ سرمایہ ضائع ہوجائے گا، اردو زبان اہل اردو سے شکوہ سنج ہے، اور ان کی بے غیرتی اور بے حمیتی پر ماتم

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتناں ہے۔غالب نے شکایت کی تھی ''تم کیسے مسیحا ہو، دوا کیوں نہیں دیتے'' اب یہ کام اہل دانش وبینش اور علماء کرام کا ہے جن کی حیثیت مسیحائے قوم کی ہے کہ مذکورہ بالا خطوط پر امت کی رہبری کریں اور اپنی تقریر وتحریر سے ان کے اندر قوت عمل پیدا کریں اور انہیں بتائیں کہ اب وقت آگیا ہے کہ تعمیر اور تعلیم کے کاموں کے لئے اپنی ساری توانائیاں خرچ کرڈالی جائیں، جنگی خطوط پر کام کیا جائے اور وقت کے تلوں سے سارا تیل نچوڑ لیا جائے، اور فضول خرچی کا کوئی کام نہ کیا جائے اور اپنا سرمایہ ملت کے کام پر لگایا جائے، انہیں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ ان کا مقابلہ ایسی تنظیم (آر ایس ایس) سے ہے، جس کے پاس عسکری قوت اس قدر ہے جس قدر حکومت کے پاس ہے اور پھر اس وقت حکومت بھی اسی کی ہے، وزیر اعظم اور وزیر داخلہ اسی کا ہے، سارے وزراء اسی کے چشم وابرو کو دیکھ کر کام کرتے ہیں اور وہ اس کے آگے جواب دہ ہیں، اس تنظیم کے پاس ملک میں سیکڑوں اسکول اور کالج ہیں، وہ دنیا کی سب سے بڑی پرائیویٹ تنظیم ہے اور اس کا نصب العین ہندو اسٹیٹ کو وجود میں لانا ہے، گذشتہ پچاس سال میں اس نے اتنی ترقی کی ہے کہ ملک کی اکثریت کے نزدیک وہ میر کارواں ہے، اور مسلمانوں کی ترقی معکوس اس قدر ہے کہ وہ گرد کارواں بھی نہیں ہیں، کیا یہ باتیں غور وفکر کو دعوت نہیں دیتی ہیں، ہمیں غور کرنا ہے کہ اب ہمیں کیا کام کرنا ہے، ہمارا ایمان ہے کہ ''دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است'' لیکن ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔

حضرات! میری بساط کیا ہے، مجھ سے پہلے ایسے عالم اور دانش ور گذرے ہیں جنھوں نے ان خطرات کی طرف توجہ دلائی تھی، جواب ہر طرف سامنے آگئے ہیں اور جن کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، لیکن کا انذار کچھ کام نہیں آیا اور قوم کی بے حسی میں کوئی فرق نہیں آیا اور قوم کی ''وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے''۔تقریبا ایک صدی پیشتر علامہ سید سلیمان ندوی نے معارف کے شذرات (جولائی ۱۹۳۶) میں آگاہ کیا تھا:

''ایک نکتہ ہندوستان کے مسلمانوں کے غور کے قابل ہے، اس ملک کے ہندوؤں نے خواہ وہ اپنے سیاسی مسلکوں میں کتنے مختلف ہوں ایک بات قطعی طور سے طے کرلی ہے، وہ یہ کہ ان کا قومی نصب العین یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندو تہذیب وتمدن کلچر اور ادب بلکہ حکومت تک کو دوبارہ قائم کیا جائے، اور ہندوستان کو بجا طور پر ''ہندواستھان'' بنایا جائے، اس مقصد پر آریہ سماجی اور سناتن دھرمی، مہا سبھائی اور کانگریسی، جی حضوری، اور آزاد، ملازم سرکار اور غیر ملازم سب متفق ہیں، اور قوم کا ہر فرد اور ہر رکن اپنے اپنے راستے سے اس منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے، سوال یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا نصب العین کیا ہے اور وہ اس کے لئے کیا کررہے ہیں۔ جب سخت ہندوتو اور نرم ہندتو دونوں کی منزل مقصود ایک ہوجائے تو پھر مسلمانوں کے ایمان ویقین تعلیم واقتصاد کے استحکام کا چیلنج بہت بڑھ جاتا ہے، کچھ کوششیں ضرور ہوئی ہیں، لیکن وہ کافی نہیں، ہماری ملی قیادت کو اب جنگی خطوط پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس مختصر تحریر میں پورا لائحہ عمل تجویز کردیا گیا ہے، ملت اسلامیہ کے مرد بیمار کے لئے چار اجزاء پر مشتمل یہ لائحہ عمل ایک تیر بہدف نسخہ کیمیاء اور داروئے شفا ہے۔ دیکھنا ہے کہ مسلمانوں کے ارباب حل وعقد میں سے کون ان کاموں کے لئے اور تمام خطرات کے سد باب کے لئے آگے آتا ہے، ہاتف غیب منتظر ہے کہ دیکھے کون ایسا مسلم قائد میدان میں آتا ہے، جو ان افکار کو اور اس طویل مدتی منصوبہ کو عملی جامہ پہنائے اور یہ لکھے کہ اب مسلمانوں کے صحیفہ تاریخ کا ورق الٹنے والا ہے اور عزت وکامرانی کا دور شروع ہونے والا ہے، ہر شخص کو انتظار ہے

''مردے از غیب بروں آید وکارے بکند''

اس وقت حقیقی صورت حال یہ ہے کہ الٹی گنتی شروع ہوچکی ہے، کسی کو غلط فہمی نہ ہو کہ جو کچھ لکھا جارہا ہے وہ مضمون نگاری یا انشا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پردازی ہے، جس طرح ماہر موسمیات موسم کی پیشین گوئی کرتے ہیں، اسی طرح میں بھی اوپر آسمان کو، نیچے زمین کو اور دونوں کے درمیان تیز وتند ہواؤں کو دیکھ کر پیشین گوئی کرسکتا ہوں اور کوئی بھی صاحب نظر پیشین گوئی کرسکتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا تجاویز پر عمل نہیں ہوا، اور زہر کا تریاق مہیا نہیں کیا گیا، تو اس ملت کا وجود خطرہ میں ہے اور آفت وعذاب کی بارش ہونے والی ہے، مریض جاں بلب ہے اور وہ وِنٹلیٹر پر ہے اور ایمرجنسی وارڈ میں ہے ، اسے آب حیات کی ضرورت ہے، اطبائے یونان اس حالت میں مریض کے لئے زہر مہرہ تجویز کرتے ہیں، مذکورہ بالا تدبیروں کی حیثیت زہر مہرہ کی ہے اور تیر بہدف علاج کی ہے۔ خدارا دیر نہ کیجئے، اس ملت کو بچانے کے لئے، اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کو روشن کرنے کے لئے تدبیریں اختیار کیجئے۔ اور اس کے لئے وقت کی اور مال کی قربانی کے لئے تیار رہئے۔ مضمون ختم کرنے سے پہلے مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ایک تقریر کا اقتباس ''مسک الختام'' کے طور پر پیش کرنے کی اجازت دیجئے:

''باہمی اعتماد اور محبت پیدا کرنے کیلئے ہمیں ایک مجنونانہ اور سرفروشانہ جدوجہد کی ضرورت ہے، ہندوستان تاریخ کے ایک موڑ اور فیصلہ کن دوراہے پر کھڑا ہے، ایک راستہ ہمیشہ کیلئے تباہی، نہ مٹنے والے انتشار، اور نہ ختم ہونے والے زوال کی طرف جاتا ہے، ایک راستہ ہمیشہ کے لئے امن وامان اتحاد ویکجہتی کی طرف جاتا ہے، ہر ایسے موڑ پر کچھ ایسے لوگ سامنے آجاتے ہیں جو تاریخ کا رخ اور واقعات کا دھارا بدل دیتے ہیں، ان کی دلیری، ان کی صاف گوئی اور ان کی جانبازی پورے پورے ملک اور قوم کو بچالے جاتی ہے، یہی لوگ ملک کے معمار ہوتے ہیں، اکثر ایسے لوگ سیاست اور حکومت کے ایوانوں سے باہر، ملک کے بے لوث خادموں اور سچے روحانی درویشوں میں پائے جاتے ہیں، جن کی نیتوں پر شبہ نہیں کیا جاسکتا، جن کی صداقت اور بے نفسی مسلّم ہوتی ہے، اور ان کا ماضی ہر داغ سے پاک ہوتا ہے''

غزل

حیدر اغوانی

عہد حاضر کے تناظر میں

رہ ورسم سیاست میں زنداں کو جلا دی ہے
حاکم نے عدالت کی میزان جلادی ہے

ہے وقت نزع طاری مردان خود آہنگ پر
شورش نے حقیقت کی بنیاد ہلادی ہے

اب لطف وستم کی بھی دیکھو تو روش کیا ہے
مرغان حرم کو بھی تھوڑی سی پلادی ہے

کج فہمی فطرت ہے یہ دور خردمندی
حیوان کو انساں پر ترجیح دلادی ہے

پروازی شاہیں کو کیوں ڈر ہے مولے سے
زرداروں نے کیا اس کو خیرات کھلادی ہے

اسلام ہے اک قاتل دہشت کا ہے سوداگر
اس شہر کے مخبر نے کیا بات چلادی ہے

اب چھوڑ و کھلونوں کو حاکم نے یہ سمجھا کر
سب گاؤں کے بچوں کو تلوار دلادی ہے

قارئین ارمغان کے لئے بطور خاص

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

داعی عبد العزیز سے ایک ملاقات

پیشکش: **احمد اوّاہ ندوی**

احمد اوّاہ ندوی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

داعی عبد العزیز: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

س: آپ کا نام کیا ہے؟

ج: جی بھائی میرا نام داعی عبد العزیز ہے۔

س: پتہ چلا ہے کہ آپ نے مذہب اسلام قبول کیا ہے؟

ج: جی ہاں میں نے ۲۰۱۰ء میں اسلام قبول کیا تھا، لیکن سچ تو یہ ہے کہ اسلام نے ہی مجھے خود قبول کیا ہے۔

س: بھائی جان آپ کا پہلے کا نام اور آپ کہاں پیدا ہوئے؟

ج: میرا پہلے کا نام امن شرما تھا، سن آف اوم پرکاش شرما، اب جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں میرا نام داعی عبد العزیز رکھا گیا ہے، اور میں ہریانہ کے ضلع حصار میں پیدا ہوا میرے پتاجی ایک کٹر برہمن تھے، اور پولیس ادھیکاری بھی تھے، اس لئے مجھے والدصاحب نے بنارس ہندو یونیورسٹی میں پڑھنے کے لئے بھیجا تھا، اور وہاں میں نے چار سال پڑھائی کی۔

س: عبد العزیز بھائی میرے من میں ایک سوال آیا ہے، کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں؟

ج: جی بھائی جان آپ ضرور پوچھ سکتے ہیں۔

س: آپ کو اسلام کی دعوت کس نے دی تھی، یا آپ کے اسلام میں آنے کا کوئی اور ذریعہ بنا؟

ج: آپ نے بہت اچھا سوال کیا، جو بہت اہم اور ضروری ہے، جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ میں بنارس ہندو یونیورسٹی میں پڑھنے گیا تھا، وہاں مذہبی کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں، جیسے کہ وید شاستر، اپنشد، پران وغیرہ، پڑھتے پڑھتے اس میں کچھ منتر آئے، جس سے میں سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ یہ لوگ ہمیں کیا کروا رہے ہیں اور ان میں لکھا کیا ہے؟ ہمارے سامنے یہ سوال پیدا ہوگیا کہ یہ سچ ہے جو کرواتے ہیں، یا جو لکھا ہے وہ سچ ہے۔

س: یہ سچ والی بات سمجھ میں نہیں آئی، ذرا کھل کر سمجھائیے؟

ج: بھائی جان بتاتا ہوں، پشپانجلی، ایک گٹکا ہے، ویدوں کا اسے گٹکھا بولتے ہیں، اس میں ایک منتر ہے، جس میں ایشور نے اپنا پریچے (تعارف) کرایا ہے، وہ آپ کے سامنے لکھتا ہوں:

منتر کا (مطلب) ہے: ایشور نے اپنے ہونے کا چار طریقہ سے پرمان (ثبوت) دیا ہے، (۱) یہ کہ میں کل بھی تھا اور ہمیشہ رہوں گا۔ (۲) میں سب کچھ جاننے والا ہوں۔ (۳) میں دکھ سکھ سے پرے یعنی پاک ہوں۔ (۴) میرا نہ رنگ ہے، نہ روپ ہے، نہ تصویر ہے نہ پرچھائی ہے۔ (۵) شیو بھی مجھے مانتے اور میرے سامنے ارچنا کرتے ہیں، میں وہ ایشور ہوں۔

تو ایک طرف تصویر کو منواتے ہیں، اور دوسری طرف کتاب بولتی ہے کہ اس کا کوئی رنگ و روپ نہیں، تو تصویر کی پوجا کیوں؟ یہ بات دماغ میں گھر بنا گئی، اور تحقیق کا جذبہ پیدا ہوا، اور وہ جذبہ مذہب اسلام میں آکر رکا۔ یہ ہے سچ کا راز

اصل میں میں جیسے جیسے وید اور دوسرے گرنتھ پڑھتا رہا، تو میں اپنے گرو سے سوال کرتا رہا کہ وید تو مورتی پوجا اور ایک کے علاوہ دوسرے کی پوجا کو منع کرتے ہیں تو ہم لوگ یہ کیسا دھرم مانتے ہیں، کبھی کبھی وہ بڑے گرو کے پاس بھیج دیتے، کبھی کہتے اس کے دماغ میں گرمی ہوگئی ہے، اس طرح جو سوال میرے ذہن میں آتے، میں لکھتا رہتا اور جمع کرتا رہتا، میرے پاس پچاس سوال

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جمع ہوگئے، میں پوری یونیورسٹی کے سنسکرت اور جیوتش وگیان کے استادوں اور پنڈتوں سے ملا مگر کوئی مجھے مطمئن نہیں کر پایا، بلکہ پوری یونیورسٹی میں مجھے سنکی مشہور کردیا، سب مجھے دیکھ کر کٹنے لگے، گویا میں ایک پاگل ہوں، میں بہت ڈپریشن میں آگیا، ہمارے یہاں بنارس یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس کا ہفتہ واری تبلیغی جوڑ ہوتا تھا میں وہاں جانے لگا، وہاں جو باتیں ہوتی تھیں، ان سے میرا دل بہت مطمئن ہوتا تھا، بعد میں کچھ لڑکوں کے ساتھ میں شہر کے مرکز میں جانے لگا، اور جیسے جیسے میں نے وہاں بیانات سنے، مجھے لگا کہ اصل سناتن دھرم کو تو مسلمان مانتے ہیں، وہیں پر مجھے ایک صاحب نے کچھ کتابیں ’اسلام کیا ہے؟ اسلام ایک پریچے، اور ہمارے حضرت کی کتاب ’آپ کی امانت آپ کی سیوا میں‘ دی، تو میری سمجھ میں آیا کہ انسان کے لئے شیطان کا سب سے بڑا دھوکہ سرو دھرم ستیہ دھرم کا ہے، یعنی ہر مذہب حق ہے۔ جب ساری دنیا کو بنانے اور چلانے والا صرف ایک مالک اور حاکم ہے، تو وہ اپنے بندوں کے لئے الگ الگ دین کیسے بھیج سکتا ہے؟ دین اور دھرم تو اللہ کے نزدیک ایک ہی ہے، ان الدین عند اللہ الاسلام، قرآن نے غلط فہمیوں کے سب جالے صاف کردیئے، ابی جان بالکل سچ کہتے ہیں کہ ایک ماں بھی اپنے بچوں کو آپس میں لڑانے والے الگ الگ آدیش نہیں دے سکتی، ایک بچے سے کہے بیٹا دروازہ بند کرو، اور دوسرے بیٹے سے کہے دروازہ ہرگز بند مت ہونے دینا، ایک دھرم میں تو مورتی پوجا ہو، اور دوسرے دھرم میں مورتی پوجا سب سے بڑا پاپ ہو، اور ناقابل معافی جرم ہو، ان میں سے صرف ایک بات ہی سچ اور دھرم کے مطابق ہوسکتی ہے، دوسری بات جھوٹ اور ادھرم ہوگی۔ آپ کی امانت پڑھی، تو میرا من بالکل مطمئن ہوگیا کہ سناتن اور ویدک دھرم کے آخری فائنل مکمل کمپلیٹ اپ ٹو ڈیٹ، مستند اور اتھینٹک ایڈیشن کا نام اسلام ہے۔ اور اب صرف اس کو ماننے میں ہی موکش مکتی اور نجات ہے۔ میں نے سوچ لیا کہ مجھے ان دھارمک آڈنبروں کے جال سے نکلنا ہے، مگر مجھے بنارس میں کوئی مسلمان کرنے کو تیار نہیں تھا، اس لئے کہ میں بنارس یونیورسٹی کا جیوتش کا طالب علم اور ایک برہمن کا بیٹا تھا، میں بہت سے مسلمانوں کے پاس گیا مگر مجھے کسی نے کلمہ نہیں پڑھوایا، اب لوگ مجھے مرکز میں لے جانے سے کترانے لگے، ایک بار مرکز میں ہفتہ واری اجتماع میں گیا رات کو وہیں مرکز میں رکا، صبح کو سب لوگ سویرے اٹھ کر دعائیں مانگ رہے تھے، میں بھی اٹھ گیا اور ہاتھ منھ دھو کر اپنے مالک سے خوب رو رو کر دعا مانگتا رہا، صبح کو مرکز سے یونیورسٹی کی طرف جارہا تھا، تو ایک مست مسجد کے سامنے کھڑا تھا، وہ بولا کہ لڑکے میں نے تیرا نام عبدالعزیز رکھ دیا، اور تجھے کلمہ پڑھنا ہے تو پھلت میں مولانا کلیم صدیقی کے پاس چلا جا۔ میں نے کہا پھلت کہاں ہے؟ اور مولانا کلیم صدیقی کون ہیں؟ وہ بہت ناراض ہوا اور بولا پکا پکایا حلوہ کھانا چاہتا ہے، خود بھی کچھ کرے گا، بس ہم نے بتادیا، جا تلاش کر، میں کافی دنوں تک تلاش کرتا رہا، مگر مجھے کسی نے بھی پھلت یا مولانا کلیم صدیقی کا پتہ نہیں بتایا، میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ بنارس میں اہل حدیث مدرسہ ہے، اور جماعت اسلامی کا دفتر بھی ہے، تم وہاں مسلمان ہوسکتے ہو، مگر مجھے تو اس مست کی بات لگ گئی تھی کہ مجھے تو مولانا کلیم صدیقی سے ہی کلمہ پڑھنا ہے، اتفاق سے یونیورسٹی کی سردی کی چھٹیاں ہوئیں تو میں نے ٹرین کا ٹکٹ بنوایا اور ہریانہ اپنے گھر جارہا تھا، میرے ساتھ ایک صاحب اوپر والی سیٹ پر سفر کررہے تھے، میں نے ان سے بات چیت کی اور ان سے اپنے اسلام قبول کرنے کی چاہت، اور اتنے دنوں سے خواہش پوری نہ ہونے کی بات بتائی، انھوں نے مجھ سے ٹرین میں ہی کلمہ پڑھنے کو کہا، میں نے کہا مجھے پھلت جاکر اس مست کے کہنے کے مطابق کلیم صدیقی صاحب سے ہی کلمہ پڑھنا ہے، وہ بولے میں حضرت کا ہی مرید اور شاگرد ہوں، اور بہار میں حضرت کے ماتحت دعوت کا کام کرتا ہوں، انھوں نے کہا کہ موت زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں اور کئی قصے سنائے کہ حضرت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نے کلمہ پڑھوایا اور اسی روز انتقال ہوگیا، مجھ سے کہا کہ آپ کلمہ پڑھ لو اور حضرت کے پاس جا کر دوبارہ رویزن (تجدید) کر لینا، میں نے کلمہ پڑھ لیا، ٹرین سے دہلی اتر کر میں پھلت پہنچا، اور حضرت کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے، پتہ چلا پرسوں تک آنے والے ہیں، میں خانقاہ میں رک گیا، حضرت تشریف لائے، گاڑی سے اترے تو سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کی اور بولے، بیٹا عبدالعزیز خیریت سے ہو؟ مجھے حیرت ہوئی میرا نام عبدالعزیز کیوں لے رہے ہیں، بعد میں میں نے ابی جان سے پوچھا، بتایئے آپ نے مجھے عبدالعزیز کہہ کر کیوں بلایا، ابی نے کہا بیٹا واقعی مجھے بھی کچھ معلوم نہیں، بس دل میں آیا کہ تم عبدالعزیز ہو، میں نے بتایا کہ بنارس میں مرکز کے سامنے ایک مست نے مجھ سے کہا تھا تم پھلت جا کر مولانا کلیم صدیقی سے کلمہ پڑھنا، اس نے کہا تھا ہم نے تمہارا نام عبدالعزیز رکھا ہے، حضرت نے فرمایا بیٹا وہ ضرور کوئی مرد غیب رہا ہوگا، حدیث میں ہے کہ بہت سے پھٹے پرانے لباس، پراگندہ حال ایسے ہوتے ہیں اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے، اس بندہ خدا کے نکلے ہوئے الفاظ اللہ نے قبول فرمالئے اور میرے دل پر اسی کا اثر تھا کہ میرے دل میں یہ آیا کہ تم عبدالعزیز ہو۔

س: آپ نے اپنے گھر میں اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتا دیا، اور کیا وہاں بھی کچھ اسلام کی دعوت کا کام کیا؟

ج: جی الحمدللہ میں گھر پر آتا جاتا ہوں، میرے خاندان کے کئی لوگ فوج اور سرکاری نوکریوں میں ہیں، اور میرے پتاجی تو علاقہ کے بڑے پنڈت ہیں، جو جیوتشی بھی ہیں اور کنڈلی وغیرہ بنانے کے لئے کئی ضلعوں میں مشہور ہیں، ان کے سیکڑوں شاگرد ہیں، میرے چچا فوج میں بڑے افسر ہیں، سب سے پہلے میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی، شروع میں پندرہ دن تک ہم دونوں میں بحث ہوئی، وہ میری بہت سی باتوں کو کاٹتے رہتے تھے، پھر میں ابی جان سے ملا اور بتایا کہ مجھے اپنے چاچا سے بہت محبت ہے، اور وہ بھی مجھے اپنے بچوں سے زیادہ چاہتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ دوزخ میں جائیں، ابی جان نے کہا بیٹا دعوت دینا، کوئی کشتی لڑنا نہیں ہے، ہدایت تو اللہ کی طرف سے ملتی ہے، اور وہ اللہ سے منوانی پڑتی ہے، خوب صدقہ اور روزے رکھ کر دعا کرو، میں نے مرکز نظام الدین میں تین دن رک کر روزے رکھے، اور رو رو کر دعائیں مانگیں، اس کے بعد گھر گیا تو الحمدللہ پہلی ملاقات میں چاچا خود ہی کہنے لگے بیٹا میری سمجھ میں آگیا، جو تو کہہ رہا ہے، وہی سچ ہے، سچ تو ایک اور صرف ایک ہی ہوتا ہے، اور وہ اسلام ہے، چاچا کے اسلام کے بعد بقول ابی جان ہم خاندان میں ایک اور ایک گیارہ ہو گئے، اور ہمارے خاندان میں سب سے زیادہ اثر بھی چاچا کا تھا، اس لئے میرے لئے کام کرنا بہت آسان ہو گیا، الحمدللہ اب میرا دوتہائی پریوار اسلام میں آچکا ہے، جو باقی ہیں وہ بھی اسلام پڑھ رہے ہیں، دادا جی کا بھی ایمان پر خاتمہ ہوا ہے، اور میں نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی۔

س: حصار جیسی جگہ جہاں بالکل مخالف ماحول ہے، وہاں پر اسلام کی دعوت دیتے ہوئے تمہیں ڈر نہیں لگا؟

ج: الحمدللہ اسلام ایک روشنی ہے، اور اسلام کا داعی روشنی جلانے والا ہے، روشنی جلانے والے کو ڈر کا کیا مطلب، اندھیروں سے انسان کو گھٹن محسوس ہوتی ہے، اللہ کا شکر ہے مجھے آخری درجہ کے مذہبی ہندو، پنڈت شاستری، آچاریوں کو دعوت دیتے ہوئے ذرہ برابر جھجک نہیں ہوتی بلکہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پڑھا لکھا پنڈت آچاریہ ہے، تو مجھے دعوت دینا بہت آسان ہوتا ہے، اکثر مندروں میں جو پنڈت ہوتے ہیں وہ بس کپڑے بدل کر چولا دھارن کر کے پنڈت بن جاتے ہیں، وہ دھرم کے بارے میں گرنتھوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، ان کو سمجھانا تو ذرا مشکل ہوتا ہے، مگر پڑھے لکھے ہندوؤں کو دعوت دینا بالکل آسان ہوتا ہے، پھر ان کی کتابوں سے ہی ان کو بہت آسانی سے سمجھایا جا سکتا ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

س: اچھا ایک سوال اور ہے؟

ج: جی ضرور کیجئے۔

س: آپ ایسا واقعہ بتائیے کہ آپ نے کسی کو دعوت دی ہو اور آپ کو مشکل لگا ہو؟

ج: بالکل سچی بات یہ ہے کہ مجھے دس سال سے زیادہ کلمہ پڑھے ہوئے ہوگئے ہیں، مگر میرے ساتھ ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے دعوت دیتے وقت اپنے کو مشکل میں محسوس کیا ہو، الحمد للہ میں بالکل آسانی سے اپنی بات لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں، اپنے خاندان کے لوگوں کو تو کچھ وقت تک سمجھانا پڑا، خصوصاً چچی سے بہت لمبی بحث ہوتی رہی، مگر جب سے ابی جان نے یہ بات دل میں بٹھائی ہے کہ ہدایت اللہ کی طرف سے آتی ہے، ہماری ہوشیاری، مہارت اور دلیلوں سے نہیں ملتی، تو میں اپنے اللہ سے ہدایت مانگ کر بات کرتا ہوں، بہت کم ایسا ہوا ہے کہ پہلی ملاقات پر مدعو نے کلمہ نہ پڑھا ہو۔

س: ایک بات اور بتائیے؟ آپ الحمد للہ تبلیغ میں وقت لگاتے ہیں، اور لوگوں کو نکالتے بھی ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ غیر مسلموں میں ایمان کی دعوت، مسلمانوں میں اعمال کی دعوت سے مشکل ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: جی نہیں! مولانا احمد یہ بات نہیں ہے، دیکھئے اعمال کی دعوت ماننے میں آدمی کو کچھ کرنا پڑتا ہے، نماز پڑھنی پڑے گی، بستر لے کر پھرنا پڑے گا، روزے رکھنے پڑیں گے، اور ایمان میں تو بات کو بس دل سے ماننا ہے۔ اس وقت بارہ بجے ہیں، میں نے اپنی آنکھوں سے گھڑی دیکھی، اور آپ کو یقین آگیا کہ واقعی بارہ بج رہے ہیں، آپ نے مان کر اقرار کرلیا کہ بارہ بجے ہیں، تو اس میں کچھ مشکل نہیں، نہ ماننے میں نہ منوانے میں۔ شیطان مشکل بتاتا ہے تاکہ مسلمان ایمان کی دعوت کا کام کرنے سے ڈریں، بس یہ بات ہے۔

س: جی واقعی بہت ٹھیک کہا آپ نے؟

ج: جناب اپنے تجربہ کی بات کہہ رہا ہوں، ایک خاندانی مسلمان کو تین دن کے لئے نقد جماعت میں نکالنا کتنا زیادہ مشکل ہے ایک خاندانی ہندو کو اسلام کی دعوت دے کر کلمہ پڑھوانے کے مقابلہ میں۔

س: اب آپ کیا کر رہے ہیں؟

ج: مجھ جیسے کو جہنم سے اللہ نے بچایا، ویسے ہی میں بھی اپنے خونی رشتہ کے بھائیوں کو جہنم سے بچانے کی محنت میں لگا ہوں اور لگا رہوں گا، کیونکہ یہ ایک نصیحت ہے، ایک اللہ والے کی۔

س: کیسی نصیحت بھائی؟

ج: جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ ابی جان کے ساتھ بہت سے نومسلم حج اور عمرہ پر جاتے ہیں، میں بھی گیا تھا، تو ہم جب مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد کی طرف روانہ ہوئے، تو ایک ضعیف اللہ کے نیک بندہ سے ملاقات ہوئی، انھوں نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو، اور کیوں؟ میں نے کہا میں بھارت سے آیا ہوں، عمرہ کرنے کے لئے۔ انھوں نے فرمایا کیا لے کر جاؤگے جس میں کامیابی ہے۔ یہاں بھی وہاں بھی، میں سن کر حیران ہوگیا اور بولا، کہ حضرت میں تو ابھی ابھی اسلام میں آیا ہوں، آپ ہی بتادو کہ میں کیا لے کر جاؤں کہ کامیاب ہوجاؤں، بزرگ نے گلے سے لگایا اور فرمایا بیٹا، جہاں کعبہ شریف ہے وہاں بابا آدم علیہ السلام سے اللہ خوش ہوئے تھے، اور دوسرا طواف جو آدم زاد کو موقع دیا، چاہے کتنے طواف کرو، کوئی رکاوٹ نہیں، فرشتوں کو رکاوٹ ہے وہ صرف ایک بار کرسکتے ہیں، دوبارہ نہیں کرسکتے۔ آیئے آپ کے روضہ پر آکر سلام پیش کرکے آپ کی تڑپ کا کوئی بھی حصہ لے کر جائیں۔ آپ کی تڑپ تھی ہر کچے پکے گھر میں دین داخل ہو، میں اچھل پڑا، اور کہا یہ کام تو میرے حضرت جی کرتے ہیں، ہمارے جیسے کتنوں کو جہنم سے بچایا ہے، میں بھی عہد کرتا ہوں کہ جیسے میں جہنم سے بچا ہوں، دوسرے اپنے خونی رشتہ کے بھائیوں کو بچاؤں گا۔ انشاء اللہ یہ تھا میری نصیحت کا راز

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

س: تو بھائی کیا اب آپ دعوت کا کام کرتے ہیں،اور کتنوں کوجہنم سے بچانے کاذریعہ بنے ہیں؟

ج: میں خودبھی اپنی اصلاح کرتا ہوں، کیونکہ ابی جان اکثر فرماتے ہیں، کہ اپنی اصلاح بھی ساتھ ساتھ کرتے رہنا چاہئے، اس کا فائدہ بہت ہے۔اور یہ سچ ہے کہ اس بات پرعمل کر کے مجھے تقریباً ۳۴۰ رلوگوں کی ہدایت کاذریعہ اللہ نے بنایا، اللہ اس کوقبول فرمائے،اوراس کا پھل میرے ابی جان کودے۔

س: آمین،عبدالعزیز بھائی اب آپ کہاں رہتے ہیں؟

س: میں مہاراشٹر کے ناسک ضلع میں رہتا ہوں۔

س: کیا آپ مہاراشٹر میں بھی دعوت کا کام کرتے ہیں؟

ج: جی مالیگاؤں اور اورنگ آباد میں ہمارے داعی ساتھی ہیں، جن کے ساتھ ہم وہاں محنت کرتے ہیں، اورنگ آباد میں ایک داعی ہیں جنھوں نے ایک وردھ آشرم (اولڈ ہوم) میں جا کر محنت کی،اور ۲۸۰ رلوگوں نے کلمہ پڑھا۔

س: کیا آپ وہاں کی کوئی کارگذاری سنائیں گے؟

ج: جی میں آپ کومہاراشٹر کے علاقہ میں ایک گاؤں جس میں ۴۰۰ رآدی واسیوں کے گھر ہیں، وہاں میں تین سال سے محنت کررہا ہوں، اور کامیابی کے قریب ہوں، اس گاؤں میں تقریباً بارہ گھر اسلام قبول کر چکے ہیں، وہاں پر وہ لوگ بھی محنت کرتے ہیں،اور ہاں ایک اہم بات یہ ہے کہ وہ علاقہ کارخانوں کا ہے، تواتوار کوچھٹی ملتی ہیں،اوراپنی محنت سے اللہ نے ان کے دل میں جمعہ کی ایسی اہمیت پیدا کی کہ پورا گاؤں اتوار کونہیں جمعہ کوچھٹی لے کرسب کے ساتھ جمعہ مناتا ہے،اورمراٹھی میں قرآن بھی سنتا ہے۔آپ سب دعا کریں اللہ ساری آدی واسی قوم کو ہدایت عطا فرمائیں۔آمین

س: آپ ہروقت دعوت کا کام کرتے ہیں تو گھر کیسے چلتا ہے؟

ج: اچھا سوال کیا آپ نے،اور یہ ایک بہت اہم سوال ہے دعوت کے کام کے علاوہ میرا ایک دواخانہ ہے، میں نے اورنگ آباد سے این ڈی ڈی ایم ایچ کا ڈپلوما کیا ہے،اور آیورویدک دواخانہ چالو کیا ہے، اللہ اس سے ہی سب کاموں میں برکت ڈال دیتا ہے،اورگھر چلنے کاذریعہ بنا ہوا ہے۔

س: بہت خوب

ج: جی یہ سب میرے حضرت والا کی دعا اور میرے اللہ کا خاص کرم ہے۔

س: کیا آپ کوکبھی دعوت کے کام کی وجہ سے کوئی تکلیف آئی،یا نہیں؟

ج: یہ بھی بہت اہم سوال ہے،اگرآپ کہیں کہ سونا بغیرتپش کے نکھر جائے، یا مٹکا بغیر تپش کے پک جائے ممکن ہی نہیں، اگر سونے میں نکھار اور مٹکا پکا چاہئے تو تپش تو برداشت کرنی ہی پڑے گی۔لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے مسلمان کودین کا مالک بنا کر بٹھا رکھا ہے، اب ہم سب کا حق ہے کہ یہ دین وہاں تک پہنچائیں جہاں تک نہیں پہنچا۔مگر ہم سب کوتو کمانے سے فرصت نہیں ملتی، اورحق دبانے سے۔جتنی تپش آگ کی نہیں، جتنی تپش حق چھپانے میں یعنی دعوت نہ دینے میں ہوتی ہے، اور یہی راہ ہے جو جنت کو جاتی ہے، وہ بھی بغیر حساب کتاب کے، مومنو! دعوت کادامن پکڑ کرکامیاب ہوجاؤ۔

س: کیا آپ ہم کواورسب مسلمان بھائیوں کوکوئی پیغام دیں گے،جس سے ایمان تازہ ہوجائے؟

ج: بھائی جان میں تودس سال کا بچہ ہوں، میں توابھی اسلام کو جاننے اور سمجھنے میں ہی لگا ہوں، میں آپ سب کا بھائی یا بیٹا ہوں، مگراصل بات یہ ہے کہ اصل کام دعوت کا کام ہے، اسی میں کامیابی ہے۔اور یہی نبوت والی محنت ہے،اور ہم سب کواسی کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

س: بہت شکریہ جزاک اللہ السلام علیکم

ج: وعلیکم السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

درس کے دوران کئی واقعات ایسے پیش آئے جس سے حضرت کی عظمت دل میں اور زیادہ ہوگئی۔

ایک دن کا واقعہ ہے، دوپہر کو بخاری شریف کا درس ہورہا تھا کہ کسی نے آکر حضرت سے کہا کہ سینٹر سے منسٹر تیاگی صاحب حضرت سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور گھر پر مہمان خانے میں انتظار کررہے ہیں۔

ہم نے سمجھا کہ چونکہ منسٹر صاحب آئے ہیں اس لئے آج حضرت سبق جلدی ختم کردیں گے، مگر معاملہ اس کے برعکس ہوا، حضرت نے مقررہ وقت سے بھی پندرہ بیس منٹ زیادہ پڑھایا، سبق ختم ہونے پر ہم بھی حضرت کے ساتھ ساتھ چلے کہ منسٹر صاحب کو دیکھیں گے، منسٹر صاحب مہمان خانے میں منتظر تھے، چندرسمی باتوں کے بعد حضرت نے آنے کی وجہ دریافت کی، یاد نہیں انھوں نے کیا وجہ آنے کی بتائی، اتنا یاد ہے کہ حضرت ان پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپ لوگ حکومت میں جاکر مسلمانوں کو بھول جاتے ہیں۔

حضرت نے مولانا اسعد میاں کو چائے کے لیے اشارہ کیا تو معلوم ہوا کہ منسٹر صاحب کے لئے قاری اصغر علی صاحب کی طرف سے الگ چائے کا انتظام کیا گیا ہے، حضرت نے فرمایا کہ الگ نہیں، یہیں سب کے ساتھ پئیں گے، اسی مجمع میں دیہاتی اور بہت سارے لوگ گھسے ہوئے تھے، کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں تھا، سب کے ساتھ یکساں سلوک اور اس بے نیازی کو دیکھ کر حضرت کی وقعت دل میں اور زیادہ بڑھ گئی۔

اور مجھے اپنے بچپن کا یہ منظر تو ابھی تک یاد ہے کہ جب شاہ سعود ہندوستان آئے تھے تو دہلی کے تال کٹورا گارڈن میں ان کے اعزاز میں جمعیۃ العلماء ہند کی طرف سے چائے پارٹی تھی، ہندوستان کے وزیراعظم پنڈت جواہرلال نہرو مقررہ وقت سے کچھ پہلے ہی پہنچ گئے تھے، جب پارٹی شروع ہوئی تو ایک کرسی پر شاہ سعود جلوہ افروز تھے برابر میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ساتھ پنڈت جواہرلال نہرو بیٹھے تھے۔ جواہرلال نہرو بار بار جھک جھک کر حضرت مدنیؒ سے باتیں کرتے تھے مگر حضرت نہایت شانِ بے نیازی کے ساتھ سیدھے بیٹھے ہوئے جواب دیتے رہے ،ایک بار بھی جھک کر جواہرلال نہرو کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

اس عالمانہ وقار اور شانِ بے نیازی نے ایسا متاثر کیا کہ اب کوئی جلدی سے نگاہوں میں سماتا نہیں ہے۔

ان کے جلوؤں کا تصور آگیا تھا ایک بار
اب میری نظروں میں کوئی دید کے قابل نہ تھا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت ہند کے دیئے ہوئے اعزاز ''بھارت بھوشن'' کو بھی بے نیازی کے ساتھ ٹھکرادیا تھا۔

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

حضرت کا درس خشک نہیں ہوتا تھا، بعض اوقات بڑی پُرلطف باتیں بھی ہوجاتی تھیں، اسی سال حضرت کے یہاں جب کہ غالباً عمر بھی اسّی سے اوپر ہی رہی ہوگی اللہ نے لڑکا عطا کیا اسجد میاں سلّمہٗ پیدا ہوئے۔ ہم نے پرچہ لکھ کر بھیجا کہ اللہ نے آپ

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اسّی سال کی عمر میں بیٹا دیا ہے مٹھائی کھلایئے کئی روز تک اس پر تقریر ہوتی رہی کہ میں غریب آدمی ہوں اہل وعیال کے اخراجات زیادہ ہیں، آپ لوگ میرے اوپر اتنا بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں، مٹھائی کے پیسے کہاں سے لاؤں۔

غرض اسی طرح کی پُر لطف باتیں کئی روز تک ہوتی رہیں، اور پھر شاندار قسم کی مٹھائی غالبًا دس دس بارہ بارہ بالوشاہیاں ہر طالب علم کو حضرت کی طرف سے عنایت ہوئیں۔

شگفتہ مزاجی اور ہلکا پھلکا مزاح ہمارے بزرگوں کے مزاج کا حصہ رہا ہے۔ ایک مرتبہ ہم نے پرچہ لکھ کر بھیجا کہ آپ اپنے سامنے جو جگہ چھوڑتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں جنات آکر بیٹھتے ہیں اور یہ جگہ ان کے لئے چھوڑی جاتی ہے، جب انسان اشرف المخلوقات ہے تو جنات کو ہم پر مقدم کیوں رکھا جاتا ہے، اس پر بھی حضرت نے جن و انس کے تعلق سے ایک بڑا شگفتہ خطاب فرمایا جس میں دلچسپی بھی تھی اور معلومات بھی۔

درس کے دوران ایک واقعے نے تو میرے اوپر حیرت کے پہاڑ توڑ ڈالے، اصل میں معاملہ یہ تھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ ان کے جوتے اٹھائے اور سامنے رکھ دے، اگر کوئی طالب علم ایسا کرتا تھا تو حضرت کافی ناراض ہوتے تھے۔

اب یہ ہماری شوخی کہیے کہ ہم نے حضرت کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر ایک روز فرطِ عقیدت میں حضرت کے جوتے اٹھائے اور حضرت کے سامنے رکھ دیئے، خلافِ معمول حضرت نے ہمیں کچھ نہیں کہا، خاموشی کے ساتھ جوتے پہن لیے اور تشریف لے گئے۔ اس بات کو کئی دن گذر گئے، ایک دن جیسے ہی سبق ختم ہوا حضرت بجلی کی تیزی کے ساتھ اٹھے اور معلوم نہیں کیسے ان کو ہمارے جوتے رکھنے کی جگہ کا پتہ لگ گیا، ہمارے جوتے اٹھائے اور ہمارے سامنے رکھ دیے اور فرمایا ''آپ نے ہمارے جوتے اٹھائے تھے ہم آپ کے جوتے اٹھائیں گے۔'' اب آئندہ کس کی ہمت تھی کہ حضرت کے جوتے اٹھا سکے۔ اس طرح انھوں نے گویا عملاً یہ سبق سکھا دیا کہ تواضع کیا ہے، عقیدت کیا ہے اور ان رسمی چیزوں سے دلی جذبات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک روز ہمیں خیال آیا کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز بنا کر حضرت کو کھلائیں، ہم نے بڑی محنت سے زردہ بنایا، بہت اچھا بنا، مغرب کی نماز کے بعد حضرت کے یہاں کھانا ہوتا تھا، بڑی سی پلیٹ میں لے کر حضرت کے یہاں پہنچے، کھانا لگانے کی تیاری ہو رہی تھی، دسترخوان بچھ رہا تھا اور حضرت بھی تشریف فرما تھے۔ وہاں جا کر ہمت نہ پڑی اور ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا، حضرت نے کہیں دیکھ لیا، پوچھا کون ہے، میں سامنے آیا تو فرمایا کہ کیوں آئے ہو، پلیٹ ہاتھ میں تھی، کہا یہ لے کر آیا ہوں، اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ حضرت نے بڑی محبت سے قبول فرمایا، تھوڑا سا کھا کر فرمایا کہ اتنی اچھی چیز کو چھپا کیوں رکھا تھا۔ غرض دورہ حدیث کا یہ سال عجیب سی سرخوشی میں دیکھتے دیکھتے گذر گیا۔

جلوہ گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

سالانہ امتحان ہوا تو حضرت کی برکت کہیے یا والد صاحب کی دعائیں اور تمنائیں کہ ایسے ایسے قابل اور لائق وفائق طلبہ کے درمیان جو دوسرے مدرسوں سے دورہ حدیث پڑھ کر آئے تھے اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے دوبارہ دورہ حدیث میں داخلہ لیا تھا، ہم جیسے ناکارہ اور پھسڈی قسم کے طالب علم بھی سیکنڈ ڈویژن کے نمبرات لے کر پاس ہو گئے۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ والد صاحب کو ہمارے سند لینے کی بڑی جلدی لگی ہوئی تھی اور ہم حسب معمول ٹال مٹول کر رہے تھے کہ جلدی کیا ہے لے لیں گے۔ جب والد صاحب نے ہماری سہل انگاری کو محسوس کیا تو خود ہی درخواست دے کر سند حاصل کر لی اور اس پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط کرا لیے، بلکہ ایک خصوصی سند بھی حضرت نے عنایت فرمائی، والد صاحب کی عجلت پر حیرت اس وقت ختم ہوئی جب آئندہ سال چند مہینہ

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پڑھانے کے بعد ہی ۱۳۷۷ھ=۱۹۵۷ء/ میں حضرت کا وصال ہوگیا اور ہمارے بہت سے ساتھیوں کی سندیں حضرت کے دستخط کی برکتوں سے محروم رہ گئیں، اس طرح حضرت سے مکمل بخاری شریف پڑھنے والوں کی یہ ہماری جماعت آخری جماعت تھی۔

یہ تو ہوئے وہ مشاہدات اور تجربات جو طالب علمی کے زمانے میں میرے سامنے آئے، مختصر طور پر شیخ العرب والعجم کی زندگی کے حالات بھی آپ کے سامنے آجائیں تو میں اس کو اپنی سعادت سمجھوں گا۔

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت ۱۹/شوال المکرّم ۱۲۹۶ھ ہے، آپ موضع الہٰ داد پور قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی حضرت مولانا سید حبیب اللہ صاحب تھا، وہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ خاص تھے، مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا تاریخی نام چراغ محمد تھا، آپ حسینی سید ہیں، مڈل تک ابتدائی تعلیم اپنے والد کے پاس حاصل کی، قرآن مجید اور ابتدائی فارسی کی تعلیم والد کے علاوہ والدہ سے بھی حاصل کی۔

جس زمانے میں آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مالٹا میں قید تھے وہاں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔

۱۳۰۹ھ میں جس وقت آپ کی عمر تیرہ سال کی تھی آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور اپنے بڑے بھائی مولانا صدیق احمد اور اپنے شفیق استاذ شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کی۔

درسِ نظامی کی کچھ ابتدائی کتابیں شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خود پڑھائیں، درسِ نظامی کی ۶۷ کتابیں جو ستّرہ فنون پر مشتمل تھیں آپ نے ساڑھے چھ سال میں مکمل کیں اور ۱۳۱۴ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوگئے۔

درسی کتابوں کے علاوہ ابھی آپ طب، ادب اور ہیئت کی کچھ کتابیں پڑھ ہی رہے تھے کہ آپ کے والد سید حبیب اللہ نے مدینہ منورہ کی ہجرت کا ارادہ کرلیا اور آپ بھی اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ چلے گئے اور باقی کتابیں مدینہ منورہ کے مشہور ادیب حضرت شیخ آفندی عبدالجلیل بُرادہ سے پڑھیں۔

آپ کے خصوصی استاذ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی تھی کہ پڑھانا ہرگز نہ چھوڑنا، چاہے ایک دو ہی طالب علم ہوں۔

۱۳۱۶ھ سے ۱۳۳۱ھ تک آپ کا زیادہ تر وقت مدینہ طیبہ میں بسر ہوا اور اس دوران آپ حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس دیتے رہے۔

۱۹۲۷ء/ سے ۱۹۵۷ء تک دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث اور صدرالمدرسین کے منصب پر فائز رہے اس کے علاوہ امروہہ، کلکتہ کے مدرسہ عالیہ اور سہلٹ میں بھی آپ نے درس دیا۔

۱۳۱۶ھ میں آپ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے نوازا اور اپنے دستِ مبارک سے دستارِ خلافت آپ کے سر پر باندھی۔

مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت مجلس میں بھی روحانی تربیت حاصل کرتے رہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری آپ کے متعلق یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مدنیؒ اس زمانے میں اولیاء اللہ کے امام ہیں۔

درس وتدریس کے علاوہ طریقت وتصوف، ملی اور سیاسی خدمات کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آپ کی نمایاں خدمات ہیں۔ آپ کی چند مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱- ''نقشِ حیات'' جو دو جلدوں میں ہے۔

۲- ''مکتوبات شیخ الاسلام'' جس کی چار جلدیں ہیں۔

۳- بدعت کے خلاف مشہور کتاب ہے ''الشہاب الثاقب''

۴- تعلیمی ہند

۵- اسیر مالٹا

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

۶-متحدہ قومیت اور اسلام

۷- ایمان وعمل

۸- مودودی دستور وعقائد کی حقیقت

۹-سلاسل طیبہ

۱۰- کشفِ حقیقت

۱۱-خطباتِ صدارت

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد دار العلوم دیو بند کی علمی اور عملی فضا میں حضرت مدنیؒ کا نام سب سے نمایاں رہا، آپ نے بڑی ہمت، استقلال اور جرأت کے ساتھ دین کی اور ملک وملت کی خدمات انجام دیں، زندگی بھر تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتبلیغ اور متعلقین کی تربیت کا سلسلہ جاری رہا، آپ بڑے مہمان نواز، نہایت متواضع اور منکسر المزاج تھے۔

یہ بات مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اکثر مقروض رہتے تھے، دیو بند کے ایک تاجر مولانا سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے حضرت قاری اصغر علی صاحب کے ذریعے قرض لیا کرتے تھے اور پھر آنے پر ادا کر دیا کرتے تھے اگر وہ چاہتے تو دولت کے ڈھیر لگا سکتے تھے۔مہمانوں کی خدمت خود کیا کرتے تھے۔ دیکھا گیا کہ رات کو چپکے چپکے مہمانوں کے پیر بھی دبا دیتے تھے۔ بہت سے لوگ اپنے کام کے سلسلے میں دیو بند آتے تھے اور حضرت کے مہمان بن جاتے تھے، اگر کوئی کہتا تھا کہ حضرت یہ اپنے کام سے آئے ہیں اور آپ کے یہاں مہمان بن کر پڑے ہوئے ہیں تو حضرت کو بہت برا لگتا تھا اور فرماتے تھے کہ تمہیں میرے مہمانوں سے کیا تکلیف ہے؟ مہمانوں میں اکثر گاؤں کے لوگ ہوتے تھے، میلے کچیلے کپڑے، گندے جوتے، کپڑوں سے بد بو آیا کرتی تھی، مگر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کبھی گھن نہیں کرتے تھے اور خوشی خوشی ان کو پاس بٹھایا کرتے تھے۔

اکثر اپنے دستخط کے ساتھ ''ننگ اسلاف'' لکھنے کا معمول تھا، ایک مرتبہ والد صاحب نے کوئی تحریر لکھوائی تو پہلی بار خلافِ معمول دستخط کے ساتھ ''خادمِ علوم دینیہ'' تحریر فرمایا۔

مزاج کی شگفتگی کا تذکرہ پہلے بھی آچکا ہے، اتباعِ سنت کے معاملے میں جہاں مزاج میں کافی سختی تھی، عام ملاقاتوں میں اتنے ہی خوش مزاج نظر آتے تھے، میں نے کئی دفعہ اہتمام میں دیکھا کہ حضرت مدنیؒ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خوب مذاق فرما رہے ہیں۔

غرض علم وعمل، اخلاق وکردار، وضع داری اور خدمتِ خلق میں یہ ایک بے مثال شخصیت تھی جس کو کھو کر ہم نے بہت کچھ کھو دیا ہے

حضرت مدنیؒ نے ۲۸/محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۵/اگست ۱۹۵۷ء کو بخاری شریف جلد اوّل کا آخری سبق پڑھایا اور ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ کو علم وعمل، زہد وتقویٰ اور رُشد وہدایت کا یہ آفتاب عالم تاب غروب ہوگیا۔

مجھے اب تک وہ منظر یاد ہے کہ تحتانی دار الحدیث میں حضرت کا جنازہ رکھا ہوا تھا، لوگ لائن بنا کر چلے آرہے تھے اور اس نورانی صورت کا دیدار کرتے تھے جس نے زندگی بھر احیاء سنت نبوی میں اپنی عمر کھپا دی، آنے والوں کا تانتا ٹوٹتا نہیں تھا، میں ایک طرف سرہانے کھڑا رہا، چہرے پر وہی وقار، وہی نورانیت اور وہی کشش جس نے میری زندگی کا دھارا بدل دیا تھا۔ جانا سب کو ہے مگر کچھ لوگ جاتے ہیں تو ہزاروں کو یتیم کر جاتے ہیں مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ آج میرے سر سے میرے روحانی باپ کا سایہ اٹھ گیا ہے۔ قبرستان قاسمی میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے برابر میں دفن کیا گیا۔ زندگی میں بھی ہمیشہ استاذ محترم کے ساتھ رہے اور انتقال کے بعد بھی ان کی معیت حاصل ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ.

مت سہل اسے جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

[ختم شد]

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

Vision International Academy (VIA)

MANAPPAT FOUNDATION
Empower. Together.

Vision International Academy (VIA) is a specialist institution to mentor young Hafiz-e-Quran through a specially created holistic education program so as to enable them to acquire higher education as per their interest and aptitude in top grade institutions.

Our Core Values 'Ehsan'

EXCELLENCE
HONESTY
SOCIAL COMMITMENT
ATTITUDE
(POSITIVE. EMPATHETIC. CARING)
NIYAH SAALEH
(CORRECT INTENTION)

LEARNING METHODOLOGY

- Real Life Context
- Experiential Learning
- Deep knowledge vs Information recall
- Mastery of Concepts
- Project Based Learning

KEY FEATURES

- Qualified & Trained Faculty, Student Teacher ratio of 15:1
- Robotics (STEM), Labs & Library with AV
- State of Art infrastructure & Sports

01 Life Skills Development program
02 Experiential Learning
03 Student Collaboration & Exchange program.
04 Language/ Public speaking / Personality development / Leadership workshops.
05 Guest Lectures from IAS,IPS, Defence officers Scholars & Domain Specialists

VALUE ADDING INTERVENTIONS

FEE STRUCTURE Contact for further details

Fee Concession for Academically brilliant & needy students

ADMISSION DETAILS Annual intake : 80 students
Batch Cycle : 5 years (Foundation + 9th to 12th Class)
Basic Qualification & Age Criterion (as on 1st March 2020)

AGE	ENTRY CLASS	ADMISSION CRITERION
12-14 yrs	Beginner	Learning level of at least Class 5
14-15 yrs	Class 9th	Completed Class 8th level
16-17yrs	Class 11th	Completed Class10th level

Note:
For admission to Class 9th and 11th, marks sheet and TC from the school is required.

SELECTION PROCESS

HIFZ TEST → SCHOLASTIC TEST → INTERVIEW → PSYCHOMETRIC TEST

SESSION STARTS 1ST APRIL, 2020

Hostel Block

Academic Block

TARRAQI FOUNDATION
Technical Partner

via2040.info@gmail.com | +91-9557570494 | +91-7037383115 | +91-8865010114
Address: Village- Phulat, Post- Khatauli, Distt- Muzaffarnagar, UP, Pin code-251201 | www.visioninternationalacademy.org

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آسان عمل، عظیم فائدہ

مولانا محمد عمران مظاہری
دارالعلوم منہاج الدعوۃ الہیڑی، سہارن پور

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمزور بندوں پر رحم کی نگاہ فرما کر ان کے جنت میں داخلے کے لئے جو آسان اعمال اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے توسط سے بتلائے ہیں ان میں سے ایک بہت ہی آسان عمل اذان کو خاموش ہوکر سننا اور اس کا جواب دینا بھی ہے، یہ کتنا آسان کام ہے کہ مؤذن جو کچھ کہے، آپ بھی کہتے جائیں، نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم اس طرح ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ (بخاری ۶۷۵)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا، جب تم اذان سنو، تو مؤذن کی طرح تم بھی دہراؤ

صحابۂ کرامؓ نے مؤذنین کے ثواب میں بڑھ جانے اور اپنے کوتاہ رہ جانے کا شکوہ کیا، تو آپ ﷺ نے اس کا حل یوں ارشادفرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهْ (سنن ابی داود 440)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! مؤذنین حضرات فضیلت میں ہم سے بڑھ گئے، آقا ﷺ نے ارشادفرمایا، جو وہ پڑھتے ہیں تم بھی کہتے رہا کرو، جب پورا کر چکو تو جو مانگو گے دیا جائے گا۔

ایک دوسری روایت بھی دیکھیں جس سے اذان کے جواب کا ایک عظیم طرز اور اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ وَأَنَا وَأَنَا (سنن ابوداود 442)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن سے کلمۂ شہادت سنتے تو کہتے، میں بھی، میں بھی۔ (یعنی میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)

اور پھر آپ ﷺ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اذان کا جواب دینا کس طرح ہے؟ یہ بھی واضح فرمادیا:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم، باب استحباب القول..المؤذن)

حضرت عمر ابن خطابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور تم میں سے کوئی اس کے جواب میں دل سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر وہ (مؤذن) اشہدان لا الہ الا اللہ پڑھے، تو یہ بھی اشہدان لا الہ الا اللہ کہے، وہ اشہدان محمداً رسول اللہ کہے تو یہ بھی اشہدان محمداً رسول اللہ کہے، پھر وہ حی علی الصلاۃ کہے تو یہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے، وہ حی علی الفلاح کہے تو یہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے، وہ کہے اللہ اکبر اللہ اکبر، یہ بھی کہے اللہ اکبر اللہ اکبر، وہ کہے لا الہ الا اللہ تو یہ بھی لا الہ الا اللہ کہے، تو یہ جنت میں جائے گا۔

اس حدیث میں آقا ﷺ نے اذان کے جواب کو جس تفصیل کے ساتھ ایک ایک کلمہ پڑھ کر بیان فرمایا ہے اس سے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اذان کا مفصل جواب تو معلوم ہوتا ہی ہے، ساتھ ہی ساتھ اس کی اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے، ایسی کم ہی احادیث ہوں گی جن میں کسی حکم کو اتنی تفصیل ووضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔

اور اذان کے بعد اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھ کر دعا پڑھ دیں، میں نے بارہا وقت دیکھ کر اس عمل کے دورانیہ کا اندازہ کیا، اگر الگ الگ سانس میں درود ابراہیمؑ پڑھیں اور پھر ایک سانس میں اذان کے بعد کی دعا تو اس عمل میں بیس سیکنڈ خرچ ہوتے ہیں، پانچوں اذانوں کا جواب دینے میں سو سیکنڈ، یعنی کل پونے دو منٹ سے بھی کم، اور اس عمل کے ثواب اور اس کے درجے کو سوچ کر وجد آجاتا ہے، فرمایا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری، باب الدعاء عند النداء)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھے "اللہم رب الخ" قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت کا جواز ہوجائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم، باب استحباب القول مثل قول المؤذن)

حضرت عبداللہؓ ابن عمروؓ ابن عاص سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ یوں فرمارہے تھے، جب تم مؤذن کو سنو تو جو وہ کہتا جائے تم بھی کہتے رہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، یقیناً جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو، وسیلہ ایک جگہ ہے جنت کی، اور وہ اللہ کے کسی بندے کو ہی ملنے والا ہے، مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، لہٰذا جو شخص میرے لئے وسیلہ طلب کرے گا، اس کے لئے میری شفاعت کا جواز ہوجائے گا۔

علمائے کرام نے حلت لہ الشفاعۃ کا ترجمہ اکثر شفاعت واجب ہو جائے گی سے کیا ہے، کیونکہ بعض ضعیف روایات میں وجبت لہ الشفاعۃ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، لیکن معتبر اور ثقہ روایات میں چونکہ حلت کا لفظ ہی وارد ہوا ہے اس لئے میں نے اس کی مناسبت سے یہ ترجمہ اختیار کیا ہے، اس لئے کہ واجب ہونے میں وہ روح نہیں جو جائز ہوجانے میں ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے کسی کی سفارش کرسکے؟ اس کے معنی یہی ہیں کہ شفاعت کی اجازت ہونے پر ہی شفاعت کی جاسکے گی، ممکن ہے کہ یہ اجازت زمرے کے لحاظ سے ہو کہ فلاں فلاں اعمال کرنے والوں کے لئے شفاعت کی جاسکتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کا ہی اعتبار اصل ہے، بہر حال وجبت میں احتمال ہوسکتا ہے کہ آقا ﷺ یہ سفارش واجب ہوجانے کی بنا پر کریں گے، اس کا مفہوم یہ نکلے گا کہ اس کے لئے مجھے شفاعت کرنی پڑے گی، اس میں ایک طرح کا دباؤ محسوس ہوتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ اگر نہ بھی چاہیں تب بھی اس بندے کی شفاعت کرنی ہی پڑے گی، اس اسلوب کے اندر گستاخی اور بے ادبی کا احتمال ہے، اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ترجمہ نہ تو الفاظ کے مناسب حال ہے اور نہ ہی آقا ﷺ کے کریمانہ اخلاق کے حسب حال، جب کہ مختار ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ آقا ﷺ تو ہر ایک امتی کی شفاعت کرنا چاہتے ہیں، آپ خود چاہتے ہیں کہ ایک ایک امتی کی شفاعت کرکے اس کی گلوخلاصی کرادوں، امتی سے صرف ایک جواز فراہم کردینے کی فرمائش ومطالبہ فرمارہے ہیں، اور یہ مطالبہ بھی بلا ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جب کوئی صاحب مرتبہ شخص کسی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بڑے کے یہاں پہنچ ہونے کی بنا پر اس کے حضور کسی چھوٹے، غریب، نادار، اور بے کار وفضول شخص کی سفارش کرتا ہے تو وہ بڑا یہ ضرور معلوم کرتا ہے کہ اس سے آپ کا کیا تعلق ہے، آپ کہاں یہ کہاں! آخر جوڑ کا کوئی تو سرا ہو، ذرا سوچئے تو سہی کہ نبی کریم ﷺ کا عنداللہ اور عندالناس کتنا بڑا مقام ومرتبہ ہے، اور ہم جو سفارش کے امیدوار وخواہش مند ہیں وہ کس پستی کے مکین ہیں؟ ایسے میں یہ سوال لازمی ہے کہ ان نانجاروں سے آخر آپ کا تعلق کیا ہوسکتا ہے؟ اور یہ کس بنا پر آپ کی سفارش کے مستحق بن گئے ہیں؟ اسی سوال کا جواب ہے آقا کے لئے یہ دعا کرنا کہ یا اللہ میرے آقا کو وسیلہ عطا فرمادے، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس بندہ نے بھی چونکہ اپنے نبی ﷺ کے لئے دعا کی ہے، تو قرآن کے اکرامی اصول: ”هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ“ کے تحت آج یہ بندہ سفارش کا جواز رکھتا ہے۔

تصور کیجئے کہ میرے اعمال نامے پر نام وام لکھنے کے بعد یوں لکھا جائے ....

نیکیاں: ندارد گناہ: لاتعداد مغفرت: مکمل

کوٹہ: محمد رسول اللہ ﷺ

کیا اس تصور سے طبیعت جھوم نہیں اٹھتی؟ اللہ تعالیٰ اس معزز کوٹے میں ہمیں شامل فرمالے تو کیا ہی بات ہے!

اذان کا جواب کس طرح دینا ہے اس کی مکمل تفصیل بیان کی جا چکی، اس حدیث کی روشنی میں اذان کا جواب جوں کا توں دیا جائے گا، حی علتین کے سوا، چنانچہ اذان فجر میں الصلاۃ خیر من النوم کے جواب میں بھی مؤذن کے ہی الفاظ کو دہرایا جائے گا، یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کلمات کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ کہا جائے گا، یہ محض غلط ہے، یہ کلمات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً ثابت نہیں ہیں۔

اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: لا اصل لها ”ان کلمات کی کوئی اصل نہیں“ (التلخیص الحبیر لابن حجر 1/211

مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ لکھتے ہیں:

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے اور باقی الفاظ کے جواب میں وہی الفاظ کہے جو مؤذن سے سنے، یہ احادیث سے ثابت ہے، البتہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں کوئی خاص کلمات کہنا ثابت نہیں ہے۔ قُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ (اسی طرح کہو جیسے مؤذن کہے) کا تقاضہ یہ ہے کہ جواب دینے والا بھی الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ہی کہے اور اس سے اپنے نفس کو خطاب کرے اور حنفیہ شافعیہ کی کتابوں میں جو یہ لکھا ہے کہ اس کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔“ (حاشیہ حصن حصین ص ۵۵۲)

ایسے ہی یہ جو بعض لوگ اشہد ان محمد رسول اللہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں یہ بھی غیر شرعی اور خلاف سنت ہے، اذان کا مکمل اور جوں کا توں ہی جواب دینا چاہئے، اس کے علاوہ حذف واضافے کی عادت ڈالنا کوئی نیکی نہیں۔

اذان کے جواب کے سلسلے میں یہ مسئلہ بھی وضاحت طلب ہے کہ اگر انسان ایسی جگہ ہو جہاں متعدد مسجدیں ہوں تو کیا کرے؟ اس سلسلے میں فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ ایک ہی اذان کا اکرام اور ایک ہی اذان کا جواب کافی ہوگا، اکرام سے مراد اذان کے دوران ضرورت کی باتوں سے رک جانا اور خاموش رہنا ہے، فقہا کہتے ہیں کہ جو سب سے پہلی اذان ہو اس کا جواب دیدے، لیکن اگر پہلی کے بجائے قریب تر مسجد کی اذان کا لحاظ کرے تب بھی درست ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جواب صرف نماز والی اذان کا ہی نہیں بلکہ دوسری اذانوں کا بھی مشروع ہے، مثلاً کسی آفت کی وجہ سے اذان دی جارہی ہو جیسے آندھی، طوفان، گرج، چمک وغیرہ کی بنا پر جو اذان پڑھی جاتی ہے، یا بچے کی پیدائش کے موقع پر اس کے کان میں جو اذان وتکبیر پڑھی جاتی ہے اس کا بھی جواب دینا چاہئے اور اس کو بھی اسی طرح احترام کے ساتھ سننا چاہئے، البتہ فقہا کہتے ہیں کہ خطبہ کی اذان کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم)

جس طرح اذان کا جواب مشروع ہے اسی طرح تکبیر کا جواب بھی سنت ہے، تکبیر کا جواب بھی جوں کا توں دیا جائے گا، سوائے حی علتین کے بعض کتابوں میں قد قامت الصلوۃ کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جواب میں اقامہا اللہ وادامہا کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں، ان الفاظ کومسنون کہنا مشکل ہے، صرف گنجائش نکل سکتی ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ان الفاظ کی اصل تو موجود ہے مگر وہ اصل مضبوط نہیں، اقامہا اللہ وادامہا کے الفاظ سنن ابوداؤد میں وارد ہوئے ہیں:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَوْ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ فَلَمَّا أَنْ قَالَ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهَا اللَّهُ و أَدَامَهَا (سنن ابوداؤد 444 مکتبہ شاملہ)

اس کی سند سے ہی واضح ہو رہا ہے کہ یہ انتہائی ضعیف روایت ہے، اس میں ایک نہیں بلکہ تین تین کمزوریاں اور حدیث کی زبان میں سقم پائے جاتے ہیں:

پہلی کمزوری یہ ہے کہ اس کی سند میں راوی محمد بن ثابت العبدیؒ ہیں، جو کہ اہل جرح وتعدیل کے نزدیک ضعیف ہیں۔

چنانچہ علامہ ذہبی نے لکھا ہے: امام علی بن مدینی اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ یہ حدیث میں قوی نہیں ہیں، امام ابن معین نے فرمایا لیس بشئی (میزان الاعتدال (۳/۵۹۴) یحی ابن معین کہتے ہیں لیس بشئی، ابوحاتم نے کہا، منکر الحدیث یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ، امام بخاری نے فرمایا، فیہ نظر، خود ابو داودؒ، نسائی اور دار قطنیؒ نے ضعیف کہا، ابن عدی کا کہنا ہے: عامتہا یعنی احادیثہ مما لا یتابع علیہ، ابوزرعہؒ کا قول ہے: لین، امام ازدیؒ نے کہا: ساقط (تہذیب التہذیب، 104).

دوسرا سقم یہ ہے کہ اس میں رجل من اہل الشام مجہول ہے یعنی یہ بات معلوم نہیں کہ اہل شام میں سے کون اور کیسا آدمی ہے جس سے یہ روایت مروی ہے، ایسی روایات مجہول کہلاتی ہیں اور ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ شہر بن حوشب متکلم فیہ ہیں (میزان، ۲/۳۸۲، تہذیب ۴/۹۶۳) حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے تقریب میں انہیں کثیر الاوہام قرار دیا ہے۔

لہٰذا اذان وتکبیر کے جواب میں مسنون طریقہ یہی ہے کہ حی علتین کے علاوہ تمام الفاظ وہی دہرائے جائیں جو مؤذن کہتا ہے

اذان کے احترام وجواب کا ثواب ومرتبہ تو جو ہے وہ ہے ہی اس کے فوائد بھی بہت عظیم ہیں، چنانچہ جس گھرانے میں اذان کے جواب اور اس کے احترام کا التزام ہوتا ہے اس گھر میں گویا ایک عظیم الشان تربیت کا ماحول خودکار سسٹم کے تحت جاری ہوجاتا ہے، ممکن نہیں اس گھر کے بچوں میں اللہ کے نام کی عظمت اوران کے دل میں نماز کی اہمیت چونے میں اینٹ کی طرح نہ بیٹھ جائے، سو سو ترکیبوں سے بھی اس عظمت کا سرا ہاتھ نہیں آسکتا جو اس چھوٹے سے عمل سے آٹو میٹک حاصل ہوجاتی ہے۔

دوسرے یہ ایسا خاموش دعوتی عمل ہے جو سیدھا دل پر اثر ڈالتا ہے، اگر کوئی غیر مسلم اپنی زندگی میں ایسے دو چار واقعات بھی ملاحظہ کرلے تو اس کو خود اس نام کی عظمت اپنے رگ وپے میں محسوس ہونے لگے گی، اس کا دل اللہ کے نام کی عظمت سے جھکنے پر مجبور ہوجائے گا، اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی بندہ اللہ کے نام کی عظمت کرے اور پھر بھی اپنے خالق کے سیدھے راستہ اور سچی اطاعت سے محروم رہ جائے۔

اذان کی آواز آنے پر فوراً خاموش ہوجانے سے، اللہ کے حضور خود سپردگی کا جو احساس ومظاہرہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی کم نشاط انگیز چیز نہیں، جو چکھے سو جانے۔

غور کرنے سے اس کے علاوہ بھی بہت سے منطقی اور لازمی فائدے اہل نظر کو معلوم ہوجائیں گے، کیا اہل ایمان اس ذرا سے عمل کو اپنی زندگی میں ڈھالنے اور اس کی ہر ایک مومن بندے کو تلقین کرنے میں بھی معذور ہیں؟ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو، سو اللہ کے لئے اس مسنون عمل کے لئے اپنے آپ کو تیار کیجئے، اس کو پھیلایئے، اور اپنے گھروں میں بھی اس کو رواج دیجئے، طلبا اور ساتھیوں کو بھی اس عمل پر کھڑا کیجئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میاں بیوی کے تلخ تعلقات

اور سرپرستوں کا رول

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، موبائل: 8688514630

نکاح عفت و پاکیزگی کا جلی عنوان ہے، آفات نظر سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے، ایمان کی تکمیل کا سبب ہے، نکاح وہ پاکیزہ رشتہ ہے جو مرد و عورت کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے، اور ان کے مابین الفت و محبت کو فروغ دیتا ہے، عقد نکاح سے صرف مرد و عورت کا ہی اجتماع نہیں ہوتا؛ بلکہ دو خاندانوں کا باہم اجتماع ہوتا ہے، میاں بیوی کے مابین ہی تعلق و انسیت پیدا نہیں ہوتی؛ بلکہ دو خاندانوں کے افراد کے مابین تعلق و انسیت پیدا ہوتی ہے، زوجیت کا پاکیزہ رشتہ قائم ہونے کے بعد زن و شو ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جاتے ہیں، ایک دوسرے کی خوشی و غمی میں شریک ہو جاتے ہیں، اور اگر ازدواجی زندگی کو اسلامی نہج پر استوار رکھا جائے تو دونوں دو جسم یک جان بن جاتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ کا مزاج یہ ہے کہ جب مرد و عورت نکاح کے رشتہ میں بندھ جائیں تو یہ رشتہ مضبوط اور مستحکم ہو، محبت و ہمدردی اور باہمی تعاون کی بنیادوں پر استوار ہو، ایک دو مہینے یا ایک دو سال تک یہ رشتہ محدود نہ ہو؛ بلکہ دائمی اور لازوال ہو؛ اسی وجہ سے نکاح کے پاکیزہ رشتہ کو برقرار رکھنے اور اس میں محبت و مودت کا رنگ بھرنے کے لئے اسلام نے زوجین کو خاص ہدایات دی ہیں، شوہر اور بیوی ہر ایک کے ذمہ اپنے ساتھی کے حوالہ سے کچھ حقوق مقرر کیے ہیں، اگر ان پر عمل آوری کو یقینی بنایا جائے، اور ازدواجی زندگی کے سفر میں شریعت کے نقوش جمیل کو مدنظر رکھا جائے تو نکاح کا رشتہ مزید پائیدار اور مستحکم ہوتا ہے، اور میاں بیوی میں سے دونوں دوسرے کے لئے مخلص رفیق ثابت ہوتے ہیں، اور اگر شریعت کی ہدایات سے غفلت اور لاپرواہی برتی جائے، ازدواجی حقوق کی ادائیگی میں سستی اور سہل انگاری کا مظاہرہ کیا جائے تو پھر میاں بیوی میں سے ہر ایک کی زندگی تلخ اور بے مزہ ہو جاتی ہے، اور زندگی کے ہر موڑ پر دونوں ایک دوسرے کے لئے بجائے رفیق کے، حریف ثابت ہوتے ہیں۔

لیکن دوسری طرف چوں کہ دونوں کا ہمیشہ کا ساتھ ہوتا ہے، اختلاط اور ہم نشینی کے مواقع ہمیشہ میسر ہوتے ہیں؛ اس لئے ایک دوسرے کی اخلاقی کمزوریاں بھی ان کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ سے شکایات کا پیدا ہو جانا ناگزیر ہے، زوجین کے مابین باہمی رنجش اور ان بن ہو جانا ایک فطری امر ہے، یہ نہ کوئی معیوب چیز ہے اور نہ شریعت کے منشا کے خلاف ہے، تاہم ایسی صورت میں میاں بیوی کے سرپرستوں کو سنجیدہ اور ذمہ دارانہ کردار نبھانے کی ضرورت ہے، ایسا مضبوط کردار جس میں وقتی غصہ، جذبات کا ابلتا ہوا جوش نہ ہو، عصبیت و جانبداری سے کام نہ لیا گیا ہو بلکہ سرپرستوں اور ذمہ داروں سے ایک ایسا رول مطلوب ہوتا ہے جس میں حقائق کا بے لاگ تجزیہ ہو، شیشہ و آہن کا حسین امتزاج ہو، محبت و ہمدردی کے ساتھ احساس ذمہ داری ہو، شکست اور ہار ماننے کا حوصلہ ہو، جب حضرات سرپرست زوجین کی باہمی چپقلش اور شکر رنجی کو دور کرنے اور ان کی باہمی شکایات کو رفع کرنے میں سنجیدہ ہوں گے، اور غیر جانب دارانہ طور پر ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو میاں بیوی کی ازدواجی زندگی خوش گوار فضا میں بسر ہوگی، اور بہت سے ازدواجی رشتے جو معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے طلاق پر منتج ہوتے ہیں، ان میں بھی مطلوبہ حد تک کمی آئے گی، نیز طلاق و تفریق اور میاں بیوی کے نزاع و اختلاف کی وجہ سے جو آج کل پولیس اسٹیشنوں اور کورٹ کچہریوں کے چکر کاٹے جا رہے ہیں، اور غیروں کو اسلام اور مسلمانوں پر جگ ہنسائی کا موقع مل رہا ہے ان

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پر بھی روک لگے گی۔

عہد نبوی جو مسلمانوں کا ایک مثالی اور درخشاں دور تھا، جہاں اسلامی معاشرے کی بنیاد عالی صفات اور بلند اخلاق پر تھی، محبت و ہمدردی، ایثار و سخاوت اور خلوص واپنائیت جیسی پاکیزہ صفات مدنی معاشرے کا جزولاینفک تھیں، وہاں بغض وعناد، عداوت و دشمنی اور حسد ورقابت کا گزر نہ تھا، جس مدنی معاشرے میں ازدواجی رشتہ ایک اٹوٹ اور مضبوط بندھن ہوتا تھا، جہاں ازدواجی رشتہ محبت ومودت اور بے لوث تعلق وانسیت کا مظہر ہوتا تھا، جہاں مرد وعورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد زندگی کے مخلص رفیق ثابت ہوتے تھے، جو پاکیزہ سماج سکون و اطمینان کی گراں مایہ دولت سے معمور تھا، ایسے پاکیزہ دور کی طرف لوٹیئے، تاریخ کے صفحات پلٹیئے، اور ان کی روشنی میں سفر کا رخ متعین کیجئے؛ کیوں کہ گزری ہوئی بہار کی چمک ہی ہمارے خزاں رسیدہ چمن کے پودوں میں ذوق نمو پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، اور ماضی کے دھندلکوں میں چھپے ہوئے نقوش ہی ہمیں مستقبل کی راہ دکھا سکتے ہیں۔

آج کے دور میں جب نکاح کی مجلس منعقد ہوتی ہے، تو زوجین کے لئے کچھ اس طرح دعاء کی جاتی ہے: اے اللہ! زوجین کے مابین ایسی محبت والفت پیدا فرما جیسی حضرت علی اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان تھی؛ لیکن اس پہلو کو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ اور جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ زہراؓ کے مابین خوش گوار ازدواجی تعلقات کا آخر کیا راز تھا؟ وہ کون سے اسباب و عوامل تھے جن کی وجہ سے حضرت علی و فاطمہؓ کے مابین پاکیزہ محبت اور ایک دوسرے کے تئیں خلوص واپنائیت کے جذبہ کو فروغ ملا؟ ازدواجی رشتہ کو مثالی اور قابل تقلید رخ دینے کے پیچھے کیا چیز کارفرما تھی؟ آپ غور کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ حضرت علیؓ اور خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی میں متعدد بار نشیب وفراز آئے، ایک دوسرے سے شکایات پیدا ہوگئیں، ناراضگی اور خفگی کے مواقع آئے؛ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے ایک سرپرست اور مربی ہونے کی حیثیت سے باہمی اختلاف کو سلجھایا، آپسی شکایات کا بحسن وخوبی ازالہ فرمایا، اور نئے سرے سے محبت والفت کے ساتھ زندگی گزارنے کی زوجین کو تاکید کی، چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسولؐ حضرت فاطمہ کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ گھر پر موجود نہیں ہیں، دریافت کیا کہ تمہارے چچازاد بھائی (علیؓ) کہاں ہیں؟ فاطمہؓ نے کہا: میرے اور علیؓ کے مابین کچھ ان بن ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو کر گھر سے باہر چلے گئے ہیں، اور گھر میں قیلولہ بھی نہیں کیا، اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھو علی کہاں ہیں؟ اس نے آکر اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ مسجد نبوی میں سو رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے، دیکھا کہ حضرت علیؓ آرام کر رہے ہیں، اور چادر ان کے پہلو سے گر گئی ہے، اور ان کے جسم کو گرد وغبار لگ گیا ہے، سرورِ کائنات حضرت علیؓ کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے، اور ان سے کہنے لگے: اے ابوتراب! اٹھو، اے ابوتراب! اٹھو۔ (بخاری)

مذکورہ بالا حدیث خاندانی تعلقات کو خوش گوار اور مضبوط و مستحکم بنانے میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اور زوجین کے مابین رنجش اور جھگڑا ہو جانے کی صورت میں ایک سرپرست کا کیا رول ہونا چاہیے اس پہلو کو بھی یہ حدیث اجاگر کرتی ہے، اور ایسے رہنمایانہ خطوط متعین کرتی ہے جس پر عمل آوری ازدواجی زندگی کو کامیاب اور بہتر سے بہتر بنانے میں مدد ومعاون ثابت ہوگی۔ ذیل میں حدیث کے سبق آموز نکات اختصار کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں:

زوجین کی خبر گیری: اللہ کے رسول ﷺ دوپہر کے وقت اپنے داماد حضرت علی ﷺ کے گھر تشریف لے گئے، غالباً اللہ کے رسول ﷺ کا یہ مقصد ہوگا کہ زوجین کی خبر گیری

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کی جائے،اوران کے احوال سے واقفیت حاصل کی جائے،اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ سرپرست اورحضرات ذمہ داران کالڑکے یالڑکی کی شادی کردینااوراپنے آپ کو ہرقسم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ سمجھ لینادرست نہیں ہے،جیسا کہ آج اس کارجحان روزافزوں ہے؛ بلکہ شادی کے بعدبھی لڑکے اورلڑکی کی خبرگیری کرنااوران کے احوال سے واقفیت حاصل کرتے رہنا سرپرستوں کی ذمہ داری ہے،اس کے لئے داماداور بیٹی کووقتاً فوقتاً گھر بلانے کا اہتمام کیاجائے،اورخودبھی وقت نکال کرداماد کے گھرجانے کوشش کی جائے،آمدورفت رکھنے سے خاندانی تعلقات مضبوط اورمستحکم ہوتے ہیں،اورزوجین کے مابین بھی محبت واعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔

بیٹی کے دل میں شوہر کی عظمت پیدا کرنا: اللہ کے رسول ﷺ جب سیدہ فاطمہؓ کے مکان پرتشریف لے گئے، اورحضرت علیؓ کوآپ ﷺ نے موجودنہیں پایا،توآپ ﷺ کی نگاہ بصیرت نے یہ محسوس کرلیا کہ ضرورزوجین کے مابین رنجش ہوئی ہے،اوردونوں کے تعلقات معمول پرنہیں ہیں،میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے کبیدہ خاطرہیں،ایسے وقت آپ نے ضرورت محسوس کی کہ سیدہ فاطمہ کواپنے رفیق حیات کے حوالہ سے جوخفگی اورناراضگی ہے اسے دورکیاجائے،اوردونوں کے تعلقات کوازسر نوخوش گوار بنایاجائے،چنانچہ اس مقصد سے آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ سے یہ دریافت نہیں کیا کہ علی کہاں ہیں؟ بلکہ ایک رشتہ کا حوالہ دے کردریافت کیا کہ تمہارے چچازاد بھائی کہاں ہیں؟ تاکہ سیدہ فاطمہ ﷺ زہرا رضی اللہ عنہا کے دل سے حضرت علیؓ سے ناراضگی کے ناخوش گواراثرات دورہوجائیں،اورقرابت ورشتہ داری کی اساس پرحضرت علیؓ سے صلح صفائی کرلیں،اس میں لڑکی کے سرپرستوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کوجھکنا سکھائیں،لڑکیوں کویہ تعلیم دیں کہ جب شوہرناراض ہوجائے تو اسے منانا تمہارافریضہ ہے،لڑکیوں کویہ سکھائیں کہ اگرتمہاری غلطی ہوتو بہرصورت تمہیں معافی مانگنا ہے،اوراگرتمہاری غلطی نہ ہوتب بھی اپنی غلطی تسلیم کرلینااورشوہرسے معافی چاہ لینااعلی اوربلنداخلاق وکردار کی دلیل ہے،جوازدواجی رشتہ کومضبوط سے مضبوط تربناتا ہے،اورباہمی محبت واعتماد کوپروان چڑھاتا ہے۔

شکایات سے گریز کیا جائے: اللہ کے رسول ﷺ نے،جب گھرمیں حضرت علیؓ کونہیں پایا،جب کہ یہ دوپہر کا وقت تھا،اورحضرت علیؓ کے گھرمیں موجودرہنے اورقیلولہ کرنے کا وقت تھاتوآپ ﷺ نے ان کے بارے میں دریافت کیا،حضرت فاطمہؓ نے کہا: کسی بات پرمجھ سے ناراض ہوکرباہرگئے ہیں، یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ سیدہ فاطمہؓ نے باہمی رنجش کی وجوہات کواللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بیان نہیں کیا،اورنہ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے اس بارے میں تفصیلات معلوم کرنا مناسب سمجھا،حضرت فاطمہؓ کا یہ طرزعمل سسرال میں رہنے والی خاتون کویہ پیغام دیتا ہے کہ وہ صبروتحمل اوربرداشت کرنے کاخودکو عادی بنائیں،شوہرکی طرف سے یاشوہرکے گھروالوں کی طرف سے کوئی ایسی بات پیش آجائے جوطبیعت پرناگوارہو،اورمزاج لطیف پرگراں ثابت ہوتواس کوبرداشت کرنے کاخودکوعادی بنائیں،چھوٹی چھوٹی باتوں پرکبیدہ خاطرہوجانااوراوراس کی اپنے گھروالوں کووقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہنا مسئلہ کاحل نہیں ہے؛ بلکہ اس سے مزیدمسائل پیدا ہوتے ہیں،باہمی تعلقات پر برااورمنفی اثرپڑتا ہے،اس سے نہ صرف میاں بیوی کی ازدواجی زندگی تلخی کا شکارہوتی ہے؛ بلکہ دوخاندانوں کے تعلقات بھی متاثرہوتے ہیں،نیزاللہ کے رسول ﷺ کاطرزعمل بھی حضرات سرپرست اورحضرات ذمہ داران کے لئے نمونہ ہے،لڑکی کے سرپرستوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ لڑکی سے یہ خبرلیتے رہنا کہ تمہیں سسرال میں کیا تکلیف ہے؟ شوہراوراس کے گھروالے تمہارے ساتھ کیسارویہ برتتے ہیں؟ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی؛ کیوں کہ بحیثیت انسان ہرشخص میں

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کچھ نہ کچھ اخلاقی کمزوریاں ہوتی ہیں، اور ہر ایک کا مزاج ومذاق قسام ازل نے فطری طور پر مختلف رکھا ہے، اس لئے ساتھ رہنے کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے شکایات پیدا ہو جانا ناگزیر ہے، ایک کو دوسرے کا رویہ پسند نہ آنا فطری بات ہے، اب اگر بیٹی سے تفصیلی رپورٹ لی جائے گی، اور سسرال میں بیٹی کو جس رویہ اور سلوک کا سامنا ہے اس کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے گا تو یاد رکھئے کہ اس سے باہمی تعلقات کو نقصان پہنچے گا، اور آپس میں عداوت ودشمنی کی فضا پیدا ہوگی، تعاون وہمدردی کا صالح جذبہ رفتہ رفتہ سرد پڑے گا، اور یہ چیز بسا اوقات تفریق اور علاحدگی کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔

مسئلہ کو جلد حل کرنے کی کوشش:

مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ جب زوجین کے مابین ناچاقی پیش آجائے تو سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوری طور پر زوجین کے مابین مصالحت کرانے کی کوشش کریں، اور دونوں کی ازدواجی تعلقات بحال کرنے کو یقینی بنائیں، اللہ کے رسول ﷺ کو جوں ہی اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ خفا ہو کر گھر سے باہر گئے ہیں، تو آپ ﷺ نے اسی وقت ایک شخص کو بھیجا، اور اس سے فرمایا کہ دیکھو! علی کہاں ہیں؟ اور جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ مسجد نبوی میں آرام کر رہے ہیں تو آپ وہاں تشریف لے گئے، واقعہ بھی یہی ہے کہ جب کسی مسئلہ کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے، اور اس کو آئندہ وقت کے لئے ٹال دیا جائے، تو بسا اوقات اس سے بڑے نقصانات ہوسکتے ہیں، جیسے ایک چھوٹی سی چنگاری کو یوں ہی جلتا چھوڑ دیا جائے، اور اسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے تو پھر کچھ ہی دیر میں یہی چنگاری شعلۂ جوالہ بن جاتی ہے، اور اپنے اردگرد کی چیزوں کو خاکستر کر کے رکھ دیتی ہے، اسی طرح میاں بیوی جن کا ہمیشہ کا ساتھ ہوتا ہے، ہر ایک کا قلبی سکون واطمینان اپنے رفیق حیات سے مربوط ہوتا ہے، اگر کسی وجہ سے ان کے مابین رنجش ہو جائے، اور اس کو حضرات سرپرست نظر انداز کر دیں، اور اس کو فوری طور پر حل کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کریں تو آگے چل کر بڑے مسائل بھی کھڑے ہوسکتے ہیں، جن کو آسانی سے حل کرنا بسا اوقات ممکن نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا واقعہ میں سرپرستوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ بچوں کی شادی کرنے کے بعد بچوں کی تربیت سے کنارہ کشی اختیار کر لینا درست نہیں ہے، اپنی اولاد کے ازدواجی مسائل میں دلچسپی نہ لینا صلحاء، متقی اور پرہیزگار لوگوں کا شیوہ نہیں ہے؛ بلکہ سرپرستوں کی جہاں یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کے لئے ایک دین دار شریک حیات کا انتخاب کریں، اور شادی کی عمر کو پہنچتے ہی انہیں شادی کے رشتہ میں منسلک کر دیں، اسی طرح یہ بھی ذمہ داری ہے کہ شادی کے بعد ازدواجی زندگی کی نگرانی بھی کریں، اور زوجین کو باہمی فرائض ادا کرنے کا پابند بنائیں، نیز زوجین کی عائلی زندگی کی نگرانی صحیح اور منصفانہ بنیادوں پر ہونی چاہیے، اگر سرپرست کو یہ محسوس ہو کہ میرے لڑکے یا لڑکی سے غلطی ہو رہی ہے، حقوق کی ادائیگی میں میرا بچہ یا میری بچی کوتاہ ثابت ہو رہی ہے تو اسے نظر انداز کر دینا اور اس پر خاموشی اختیار کر لینا صحیح نہیں ہے؛ بلکہ محبت اور خیر خواہی کے ساتھ لڑکے یا لڑکی کو اس کی غلطی پر متنبہ کیا جائے، اور اسے اصلاح حال پر آمادہ کیا جائے، اگر سرپرست کو یہ احساس ہو کہ میری پند ونصیحت کا لڑکے یا لڑکی پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوا ہے، اور وہ اپنی سابقہ روش پر برقرار ہے تو کسی معتبر عالم دین یا معاملہ فہم دین دار شخص سے رجوع کیا جائے، اور اصلاح کی کوشش کی جائے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے اپنے صاحبزادہ کی فہمائش کی، باز نہ آنے پر اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع دی، اور ان کی اصلاح کی درخواست کی۔

ضرورت ہے اس بات کی کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں سرپرست اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، اور اس کو نبھانے کی کوشش کریں، شادی کے بعد بھی اپنے بچوں پر خاص نظر رکھیں، اور اپنی شریک حیات کے حقوق ادا کرنے کا انہیں پابند بنائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللّٰہی

بزم ولی اللّٰہی سالانہ انعامی مقابلوں کا آغاز

جامعہ امام ولی اللہ پھلت کے طلباء کی انجمن، بزم ولی اللّٰہی کی جانب سے سالانہ انعامی مقابلوں کا آغاز ہوگیا ہے، 18 / مسابقات پر مشتمل یہ پروگرام مؤرخہ ۲۰ رفروری ۲۰۲۰ء تا ۲۹ر فروری جاری رہے گا، اردو تقاریر، عربی تقاریر، ہندی انگریزی تقاریر، نظم خوانی، بیت بازی، مقالہ نگاری، اور حفظ حدیث کے پروگراموں میں تقریباً ۳۰۰ طلباء حصہ لے رہے ہیں۔

اس سلسلہ کا سب سے پہلا اور دوسرا مقابلہ قرات وتجوید اور اذان واقامت کے لئے منعقد ہوا، جس میں ۵۴ طلباء نے حصہ لیا جبکہ یہ مقابلہ حفظ اور عربی درجات کے طلباء پر مشتمل رہا۔

بالترتیب ان پروگراموں کی صدارت جناب حافظ عبداللہ صدیقی، اور جناب قاری عنایت الرحمٰن قاسمی میرٹھ۔ اور جناب مولانا محمد طاہر ندوی مہتمم جامعہ امام پھلت نے فرمائی۔

ان مقابلوں کے دوران حکم کے فرائض انجام دینے والوں میں قاری محمد مدثر شاملی، قاری حسین احمد، قاری عبدالقادر میرٹھ، مولانا شہزاد قاسمی، مولانا محمد عمران اشرف ندوی، قاری معین الدین ندوی کے نام قابل ذکر ہیں۔

صدر محترم نے ناظم بزم اور اراکین بزم کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے فرمایا قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے، خود رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ قرآن کو اس انداز میں پڑھو جس میں وہ نازل ہوا، اس لئے بھی کہ حرکت اور ایک لفظ کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں، لہٰذا ہم میں سے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن کو دل جمعی اور الفاظ کی درستگی کے ساتھ پڑھے، آج اس ادارہ جامعہ امام ولی اللہ اسلامیہ پھلت میں بچوں کا قرآن سن کر بڑی خوشی ہوئی، الحمدللہ یہاں ابتدا سے ہی بچوں کو تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، اللہ تعالی ادارہ کے ناظم مخدوم گرامی داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب، مہتمم جامعہ مولانا محمد طاہر ندوی، مولانا وصی سلیمان ندوی اور دیگر اساتذہ کی بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں کی جارہی شب و روز کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔ قاری عنایت الرحمٰن قاسمی صاحب نے اخیر میں سامعین کو حسن قرأت سے محظوظ کیا اور انہیں کی دعاء پر نشست اپنے اختتام کو پہنچی۔

اذان و اقامت کے پروگرام میں بحیثیت صدر شرکت کرتے ہوئے مہتمم جامعہ مولانا محمد طاہر ندوی نے فرمایا یہ پروگرام صرف ایک مظاہرہ نہیں ہے بلکہ مسابقہ ہے اس لئے مکمل تیاری کے ساتھ ان مقابلوں میں شرکت کرتے رہنا اچھے طالب علم کی علامت ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طالب علم سمجھتا ہے کہ میں تو خود ہی کر لیتا ہوں، اور سیکھنے کی کوشش نہیں کرتا تو کمزوری رہ جاتی ہے اس لیے ہر ہر قدم پر اساتذہ کی رہنمائی کی ضرورت ہے، اسی سے نکھار آتا ہے اور خامیاں دور ہوتی ہیں، آئندہ پروگرام میں اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے، عربی زبان بہت حساس زبان ہے اس میں مخارج کی بڑی اہمیت ہے، طرز ادا کا بھی یہی حال ہے کہ اس کے بغیر بڑی کمی محسوس ہوتی ہے، خوبصورت آواز میں پیغام پہنچائیں گے تو لوگ اس پر کان دھریں گے، اس لئے اذان خاص طور پر حسن صوت کے ساتھ دی جانی چاہئے، بھونڈی آواز میں دی جانے والی آواز پر کوئی توجہ نہیں دیتا ہے، وہ بے اثر ہوجاتی ہے۔ مخرج، لہجہ اور تلفظ درست ہونا بھی ضروری ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س:طواف کے بعد نماز واجب الطّواف مسجد حرام کے بجائے کمرے پر پڑھی،تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

ج:مستحب یہ ہے کہ نماز واجب الطّواف مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھی جائے،لیکن اگر کسی وجہ سے یہاں نماز نہ پڑھی جا سکے تو جہاں بھی نماز پڑھ لی جائے کافی ہو جائے گی۔لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر نماز واجب الطّواف مسجد حرام کے بجائے اپنے کمرے میں ادا کی گئی تو نماز ادا ہو جائے گی،اعادہ کی ضرورت نہیں۔

واذا فرغ من الطواف يأتى مقام ابراهيم عليه السلام ويصلى ركعتين وان لم يقدر على الصلاة فى المقام بسبب المزاحمة يصلى حيث لايعسر عليه من المسجد كذا فى الظهيرية وان صلى فى غير المسجد جاز۔(فتاوی الھندیۃ،۱/۲۲۶)

س:اگر ایک ساتھ دو یا زیادہ جنازے مسجد میں آجائیں تو نماز جنازہ کیسے ادا کریں گے؟

ج:ایک ساتھ دو یا زیادہ جنازوں پر نماز جنازہ کے لیے اگر چہ الگ الگ نماز ادا کرنا افضل ہے،اور ایک ساتھ تمام جنازوں کی ایک نماز بھی جائز ہے: وإذا اجتمعت الجنائز فإفراد الصلاة على كل واحدة أولى من الجمع وتقديم الأفضل أفضل وإن جمع جاز (درمختار)

س:چار رکعتوں والی فرض نماز میں جسے ایک رکعت ملی تو یہ شخص اپنی بقیہ نماز کیسے پوری کرے؟

ج:جس شخص کو امام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہے اور نماز چار رکعتوں والی ہے تو بقایا کو اس طرح پڑھے کہ دو رکعت میں فاتحہ پڑھے اور سورۃ بھی ملاوے اور ایک رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے:

والمسبوق من سبقه الا مام بها او ببعضها وهو منفرد حتى يثنى ويتعوذ الخ (درمختار) ويقرأ لانه يقضى اول صلا ته فى حق القراء ة كماياتى حتى لوترك القراء ة لفسدت.(۲)كذا فى الشامى(وفى الفيض عن المستصفى لو ادركه فى ركعة الرباعى يقضى ركعتين بفاتحة وسورة ثم يتشهد ثم باقى بالثالثة بفاتحة خاصة عند ابى حنيفة و قالا ركعة بفاتحة وسورة وتشهد ثم ركعتين اولاهما بفاتحة وسورة وثانيتهما بفاتحة خاصة.

س:سورۂ کہف اگر جمعرات کا دن گزرنے کے بعد مغرب یا نماز عشاء کے بعد پڑھ لے تو جمعہ میں پڑھنے کی جو فضیلت ہے وہ حاصل ہو جائے گی یا نہیں؟

ج:شبِ جمعہ میں بھی سورہ کہف پڑھنے کی فضیلت حدیث میں آئی ہے:"سنن دارمی" کی روایت ہے:عن أبى سعيد الخدرى قال: من قرأ سورة الكهف ليلة الجمعة أضاء له من النور فيما بينه وبين البيت العتيق، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے سورہ کہف جمعہ کی رات میں پڑھی اس کے لیے اس کی جگہ سے مکہ تک ایک نور روشن ہوگا۔(2/546 دار الکتاب العربی)

"فتاوی شامی" میں ہے:مطلب ما اختص به يوم الجمعة: (قوله: قراءة الكهف) أى يومها وليلتها، والأفضل فى أولهما مبادرةً للخير وحذراً من الإهمال (2/164 دار الفکر)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

گناہوں پر توبہ مومن ہونے کی نشانی ہے

بنی اسرائیل کا ایک قصاب اپنے پڑوسی کی کنیز پر عاشق ہو گیا ،اتفاق سے ایک دن کنیز کو اس کے مالک نے دوسرے گاؤں میں کسی کام سے بھیج دیا، قصاب کو موقع مل گیا، اور وہ بھی اس کنیز کے پیچھے ہولیا، جب وہ جنگل سے گذری تو اچانک قصاب نے سامنے سے آکر اسے پکڑلیا، اور اسے گناہ پر آمادہ کرنے لگا، جب اس کنیز نے دیکھا کہ قصاب کی نیت خراب ہے تو اس نے کہا، اے نوجوان تو اس گناہ میں نہ پڑ، حقیقت یہ ہے کہ تو جتنا مجھ سے محبت کرتا ہے، اس سے کہیں زیادہ میں تیری محبت میں گرفتار ہوں، لیکن مجھے اپنے مالک حقیقی عز وجل کا خوف اس گناہ کے ارتکاب سے روک رہا ہے، اس نیک سیرت اور خوف خدا رکھنے والی کنیز کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اس قصاب کے دل میں پیوست ہو گئے اور اس نے کہا جب تو اللہ سے اس قدر ڈر رہی ہے، تو میں اپنے پاک پروردگار سے کیوں نہ ڈروں؟ میں بھی تو اسی مالک کا بندہ ہوں، جا تو بے خوف ہو کر چلی جا۔

یہ کہنے کے بعد قصاب نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔

راستہ میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی، لیکن اس ویران جنگل میں کہیں دور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا، قریب تھا کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا دم نکل جائے، اتنے میں اسے اس زمانہ کے نبی کا ایک قاصد ملا، اس نے قصاب کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا تجھے کیا پریشانی ہے، قصاب نے کہا مجھے سخت پیاس لگی ہے، یہ سن کر قاصد نے کہا: آؤ ہم دونوں مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم پر اپنی رحمت کے بادل بھیجے اور سیراب کرے، یہاں تک کہ ہم اپنی بستی میں داخل ہو جائیں، قصاب نے یہ سنا تو کہنے لگا میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں؟ آپ نیک شخص ہیں آپ ہی دعا فرمائیں، اس نے کہا ٹھیک ہے میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا، قاصد نے دعا کرنا شروع کی، اور وہ قصاب آمین کہتا رہا، کچھ دیر میں بادل کے ایک ٹکڑے نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا اور ان پر سایہ فگن ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، جب وہ دونوں بستی میں پہنچے تو قصاب اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا، اور وہ قاصد اپنی منزل کی طرف جانے لگا، تو وہ بادل بھی قصاب کے ساتھ ساتھ رہا، جب اس قاصد نے یہ ماجرہ دیکھا تو قاصد نے قصاب کو بلایا اور کہنے لگا، تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے، اور تم نے دعا کرنے سے انکار کر دیا تھا، پھر میں نے دعا کی اور تم آمین کہتے رہے۔

لیکن اب حال یہ ہے کہ بادل تمہارے ساتھ ہولیا ہے، اور تم پر سایہ فگن ہے، سچ سچ بتاؤ، تم نے ایسی کون سی نیکی کی ہے، جس کی وجہ سے تم پر یہ خاص کرم ہوا ہے، یہ سن کر قصاب نے اپنا سارا واقعہ سنایا، تو اس قاصد نے کہا اللہ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام ومرتبہ ہے، وہ دوسرے لوگوں کا نہیں، اور اللہ خوف سے گناہ سے باز آجانا اللہ کے یہاں ایسا مقبول ہے کہ انسان اللہ کے حضور میں بے انتہا درجات چڑھ جاتا ہے۔

بے شک گناہ سرزد ہونا انسان ہونے کی دلیل ہے، مگر اس پر توبہ کر لینا مومن ہونے کی نشانی ہے۔

کاش ہم نسخۂ اکسیر کی قدر سمجھ سکتے۔

●●●●

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان